Fikr-o-Nasar (Islamabad) 37:2 (1999)

سائنسی کتب ـ تراجم اور مترجمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی ☆

عقیدہ توحید نے کائنات کے بارے میں عربوں کی سوچ اور رویے میں بنیادی تبدیلی پیدا کر دی ـ کل تک جن مظاہر فطرت اور اشیاء کائنات کی پرستش کرتے تھے آج انہیں اپنا خادم سمجھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی اسلام نے اپنی دعوت کا آغاز حصول علم کی ترغیب اور تحقیق کی حوصلہ افزائی سے کیا[۱]، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی سیاسی قوت کے اضافے کے پہلو بہ پہلو ان کی علمی و تحقیقی سرگرمیاں روز بروز تیز تر ہوتی گئیں ـ رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کی بدولت کہ :

"حکمت کی بات مومن کی متاع گم گشتہ ہے جہاں سے بھی ملے وہی اس کا حقدار ہے"[۲]

مسلمان اس قدر سرگرمی اور تن دہی سے علم و حکمت کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے کہ انسانی تاریخ میں اس نوع کی ہمہ جہت سرگرمیوں کا اور کہیں سراغ نہیں ملتا ـ

اسلام کے تبلیغی دین ہونے کا فطری نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں اسلامی تہذیب و ثقافت ان اقوام کے عقائد' اخلاق' معیشت اور معاشرت پر اثر انداز ہوئی جو حلقہ بگوش اسلام ہوئیں یا اسلامی عملداری میں شامل ہو گئیں وہاں مسلمانوں نے دیگر اقوام کی ایسی تحقیقات سے استفادہ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی جن کا تعلق

☆ ڈین کلیہ عربی و علوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

بالخصوص علوم طبعیہ سے تھا۔

جب اسلامی تہذیب کا آفتاب سر زمین عرب پر طلوع ہوا اس وقت قرآن حکیم کے الفاظ میں انسانوں نے اپنی بد اعمالیوں کے باعث سمندر اور خشکی میں ہر جگہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا رکھی تھی (۳) تاہم عرب کی حدود کے آس پاس کہیں کہیں علوم طبعیہ اور سائنس کے ادارے ہنوز چراغ سحر کی طرح ٹمٹا رہے تھے ۔ مسلمانوں نے ان اداروں سے اس وقت تک کے انسانی علوم کا ترکہ سمیٹا ، اسے اوہام و خرافات سے پاک کیا اور اس پر نئی تحقیقات کی بنیاد رکھی (۴)

دوسری صدی ہجری کے آغاز تک درج ذیل مراکز میں ہنوز علوم طبعیہ کی شمع روشن تھی :

۱۔حیرہ : یہاں طب، لغت اور فلسفہ کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ یہ ھیلانی نسطوری تہذیب کا مرکز تھا اور یہی ادارہ بعد میں اسلامی اور ھیلانی تہذیبوں کے لیے باہمی تعارف کا سبب بنا۔

۲۔حران : یہاں فلکیات ، ریاضی اور فلسفہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ شمالی عراق کا ایک شہر تھا یہاں کے لوگ کواکب پرست تھے اور غالبا یہی ان کی علوم فلکیہ سے دلچسپی کی بڑی وجہ تھی۔ اسلامی عہد میں ثابت بن قرہ ،سنان بن ثابت ، ابو اسحاق بن ہلال الصابی، محمد بن جعفرالبتانی ، ابراہیم بن زہرون اور دیگر کئی سائنس دان حران سے تعلق رکھتے تھے ۔

۳۔الرھا و نصیبین : الرھا (موجودہ نام اورفہ) اور نصیبین علوم لاہوتیہ،فلسفہ اور موسیقی کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ یعقوب اور نسطوری مسیحیوں میں حضرت مسیح کے بارے میں جو کلامی اختلافات ہیں ان پر مناظروں کا بازار گرم رہتا۔

۴۔جندیشا پور : جنوب مغربی ایران کے صوبہ خوزستان کاایک شہر تھا جہاں آج کل شاہ آباد کا شہر ہے اس کی بنیاد شاپور اول نے ۲۶۵ء میں رکھی اوراس میں رومی قیدیوں کو جو اہل علم اور اہل حرفہ تھے آباد کیا ۔ غالبا اسی وجہ سے یہ شہر بعد میں یونانی

علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ بعد میں نوشیروان نے یہاں طب کا مدرسہ قائم کیا۔ خلفائے بنو عباس کے ابتدائی عہد تک جندیشاپور کی طبی شہرت قائم تھی۔(۵)

۵۔ ہند: ہندوستان میں طب و ریاضی کا چرچا قدیم ایام سے تھا اور ان دونوں علوم پر متعدد مصنفین کی تالیفات مستند اول تھیں۔ ہندوستان کے کئی سائنس دان اور اطباء وقتاً فوقتاً خلفائے بنو عباس کے درباروں میں جاتے رہے اور کئی ایک ہندی کتابوں کے عربی میں تراجم ہوئے۔ ہند کی ریاضی اور فلکیات سے عربوں نے بہت کچھ استفادہ کیا۔

اس کے علاوہ بھی دنیا میں سائنسی علوم کے مراکز تھے بالخصوص چین وغیرہ میں لیکن مسلمان اپنے دور عروج کے آغاز میں ان سے چنداں متعارف نہیں ہوئے۔

مسلمانوں کا سائنسی علوم سے اولیں تعارف

مسلمان پہلے پہل تراجم کے ذریعے سائنسی کتب سے متعارف ہوئے۔ اسلامی عہد سے قبل اسکندریہ کے مدرسہ طب کی بعض کتابوں کے تراجم یونانی سے سریانی زبان میں کیے گئے تھے۔ ان کتابوں کا مترجم سرجیس راس العین(۶) کا رہنے والا مسیحی پادری تھا۔ جس نے اسکندریہ میں طب اور یونانی زبان کی تعلیم حاصل کی۔(۷) تقریباً ۵۳۶ء میں قسطنطنیہ میں فوت ہوا۔(۸) ابن ابی اصیبعہ کے مطابق وہ پہلا شخص ہے جس نے یونانی کتب کا سریانی میں ترجمہ کیا۔(۹) اگرچہ اس نے ارسطو اور فرفوریوس کی چند تصانیف اور بطلیموس کی المجسطی کا سریانی میں ترجمہ کیا(۱۰) لیکن اسکندریہ کے مدرسہ طب میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے اس نے جالینوس کی تصانیف کو اپنی خصوصی توجہ کا مرکز بنایا۔ مایر ہوف، حنین بن اسحاق کے الرسالۃ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ اس نے جالینوس کی کم از کم چھبیس کتابوں کا سریانی میں ترجمہ کیا جن میں سے دو کتابوں کا دو دو بار ترجمہ کیا۔ ان میں سے اکثر کتابوں کا تعلق اسکندریہ کے مدرسہ طب کے مقررہ نصاب سے تھا۔(۱۱)

اس کے کیے ہوئے ترجمے معیاری نہیں تھے ' چنانچہ حنین کو ان میں سے کچھ تراجم کی اصلاح کرنا پڑی اور ابن ابی اصیبعہ کے بقول وہی تراجم عمدہ ہیں جن کی حنین نے تصحیح کی ہے اور جن کی نہیں کی وہ درمیانے درجے کے ہیں ۔(۱۲) تاہم اسے یونانی زبان سے ایک مشرقی زبان (سریانی) میں ترجمہ کرنے والے اولیں مترجم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

القفطی اور الندیم کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۹ھ/ ۶۴۰ء میں جب اسکندریہ فتح ہوا تو وہاں کا مشہور طبیب اور فلسفی یحیٰی النحوی زندہ تھا۔ حضرت عمرو بن العاص نے اس کے علمی مقام اور عیسائیوں سے مناظروں کی شہرت سن کر اسے بلا بھیجا' ابطال تثلیث اور فناء عالم پر اس کے فلسفیانہ دلائل جن سے عرب ہنوز نا آشنا تھے سن کر بے حد مسرور ہوئے اور اسے اپنا ندیم و جلیس بنا لیا(۱۳)

اسکندریہ کا مدرسہ طب اگرچہ اسلامی عہد سے بہت پہلے اپنی علمی و تحقیقی حیثیت کھو چکا تھا' وہاں کی عظیم لائبریری عیسائی مذہب کے تعصب کی نذر ہوگئی تھی ' اور بشپ تھیوفیلس کے فتوائے کفر کی بنا پر ۳۹۰ء میں جلا دی گئی تھی(۱۴)

تاہم اس ادارے کی نصابی کتب اور ان کی شروح وغیرہ موجود تھیں ۔ یحیٰی النحوی نے بھی ان میں سے کئی کتب کی شروح لکھی تھیں ۔ ابن ابی اصیبعہ نے اس کی پنتیس کتابوں کی فہرست دی ہے جن میں سے سات کتابیں ارسطو کی تالیفات کی شروح ' اکیس جالینوس کی تصانیف کی تفاسیر تھیں جب کہ سات کتابیں اس کی طبع زاد تھیں ۔(۱۵)

اسلامی عہد میں ترجمہ نگاری کا آغاز خالد بن یزید بن معاویہ(م۸۵ھ/ ۷۰۴ء) کا رہین منت ہے ۔(۱۶) جس نے خلافت سے محرومی کے بعد معاشرے میں اپنا مقام برقرار رکھنے اور اپنے احباب کو شاہی دربار کی دریوزہ گری سے بے نیاز کرنے کے لیے طب و کیمیا کی طرف توجہ دی اور ان یونانی فلسفیوں سے جو مصر میں رہتے تھے اور عربی ، قبطی اور یونانی زبانوں میں دست گاہ رکھتے تھے، طب ، کیمیا اور علم نجوم کی متعدد کتابوں کا عربی میں

ترجمہ کرایا۔ مصر کے طبیب اصطفن القدیم نے خالد کے لیے طب و کیمیا کی چند کتابیں عربی میں منتقل کیں ۔ خالد نے کئی کتابیں اور رسالے لکھے جن میں سے ایک مجموعہ اشعار اور چار کتابیں ابن الندیم کی نظر سے گزری ہیں : کتاب الحرارات ، کتاب الصحیفة الکبیر ، کتاب الصحیفة الصغیر اور کتاب وصیته الی ابنه فی الصنعة ۔ (۱۷)

بروکلمن نے چنداور کتابوں کے نام بھی گنوائے ہیں لیکن ان کی خالد کی طرف نسبت محتاج ثبوت ہے ۔ کتابیں درج ذیل ہیں :

۱۔ دیوان النجوم (۱۸)

۲۔ رسالة الکیمیاء (۱۹)

۳۔ فردوس الحکمة (۲۰)

۴۔ رسائل خالد لماریانوس الراهب (۲۱)

۵۔ رسالة ماریانوس (۲۲)

۶۔ اختیارات خالد،وھودیوان فی الکیمیاء مع مقدمہ نثریة (۲۳)

کہا جاتا ہے کہ خالد نے کیمیاگری کی تحصیل اسکندریہ کے ایک راہب ماریانوس الرومی (Marianos, Marienus Romanus) سے کی لیکن سارٹن کے بقول یہ محض افسانہ ہے کیونکہ کتاب ماریانوس کیمیاگری کا ایک متاخر رسالہ ہے جس کا علم رابرٹ چسٹر (۵۴۰ھ / ۱۱۴۵ء) کے لاطینی متن سے ہوا۔ رسکا ثابت کر چکا ہے کہ خالد بن یزید کے مشاغل علم سے متعلق کوئی قطعی معلومات نہیں ملتیں ۔ کیمیا گری کی متعدد تحریریں خالد سے منسوب ہیں لیکن ہمارے پاس اس انتساب کی تصدیق کا کوئی ذریعہ نہیں ۔ (۲۴) خالد کی کیمیادانی کے بارے میں روایات کی اصل کچھ بھی ہو اس کے لیے یہی اعزاز کافی ہے کہ مسلمانوں کے لیے تمام قدیم سائنسی علوم سے تعارف کا دروازہ اس نے کھولا ۔اس نے اصطفن القدیم سے جو طب و کیمیا کی کتابیں ترجمہ کرائیں اسلامی عہد میں وہ پہلا ترجمہ تھا جو

ایک زبان سے دوسری زبان میں کیا گیا۔[۲۵]

فراہمی کتب اور تراجم کی سرکاری سرپرستی

خالد بن یزید کی مذکورہ کاوش کی حیثیت ذاتی تھی۔سرکاری سطح پر سب سے پہلے جس حکمران نے کتب طب کے ترجمہ کی طرف توجہ مبذول کی وہ بنو امیہ کا چوتھا خلیفہ مروان بن حکم (۶۴۔۶۵ھ/ ۶۸۳۔۶۸۴ء) تھا جس نے ۶۴ھ/ ۶۸۳ء میں بصرہ کے فارسی الاصل یہودی طبیب ماسرجویہ سے طب کی ایک کتاب کا سریانی سے عربی میں ترجمہ کرایا۔ یہ کتاب اسکندریہ کے ایک عیسائی پادری اہرون نے لکھی تھی اور کتاب اہرون الاسکندری المعروف بالکناش کے نام سے اسلامی عہد میں طب پر پہلی عربی کتاب کی حیثیت سے منظر عام پر آئی[۲۶] لیکن اموی عہد میں ترجمہ نگاری کی تحریک بالعموم محدود اور مخصی رہی۔ اسے عمومی سرکاری سرپرستی حاصل نہیں ہوئی۔[۲۷] عباسی عہد کے ابتدائی ایام سے ہی یونان، اسکندریہ، جندیشاپور، حران اور ہندوستان سے سائنسی کتب منگوانے اور ان کے ترجمے کرنے کا کام شروع ہو گیا اور ہارون الرشید کے عہد (۷۸۶۔۸۰۹ء) تک کتب حکمت کا اس قدر ذخیرہ جمع ہو گیا تھا کہ اس نے ایک مستقل کتب خانے کی شکل اختیار کر لی جسے بیت الحکمۃ یا خزانۃ الحکمت کا نام دیا گیا جسے بعد میں المامون (۸۱۳۔۸۳۳ء) نے مزید کتب کی فراہمی، مترجمین کی تقرری اور مراصد فلکیہ کی تعمیر کے ذریعے ترقی دے کر بہت بڑے علمی ادارے میں تبدیل کر دیا۔[۲۸]

المامون نے قیصر روم کو سائنسی کتابوں کی فراہمی کے لیے خط لکھا جس نے اطراف روم میں بڑی تلاش کے بعد جس قدر کتابیں مل سکیں پانچ اونٹوں پر لاد کر بغداد روانہ کر دیں۔ نیز المامون نے حجاج بن مطر، ابن بطریق، سلم، یوحنا بن ماسویہ کو کتابوں کی تلاش کے لیے روم بھیجا۔ حنین بن اسحاق نے کتابوں کی تلاش میں بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ اسی زمانہ میں قسطا بن لوقا اپنے شوق سے روم گیا اور فنون حکمت کی بہت سی کتابیں ساتھ لایا۔ المامون کے جذبہ فراہمی کتب کو دیکھ کر تمام دربار میں جوش پھیل گیا۔

بنو موسیٰ شاکر نے جوالمامون کے ندماء تھے، ہندسہ ، حیل اور موسیقی کے ماہر ' روم کے اطراف میں بہت سے ایلچی بھیجے اور فنون حکمیہ کی ہزاروں کتابیں منگوائیں(۲۹) الغرض یہ کہنا تقریبا صحیح ہے کہ یونان ، اٹلی ، سسلی اور اسکندریہ کا کوئی علمی سرمایہ ایسا باقی نہیں رہا تھا جو دارالسلام منتقل نہ ہو گیا ہو ۔(۳۰)

عربوں کی فتوحات اور سیاسی بالادستی کے باعث اسلامی تہذیب و ثقافت اور عربی زبان و ادب کو قبول عام حاصل ہو گیا ۔ ہر علاقے کے اہل علم اور متلاشیان مناصب، عربی میں مہارت بہم پہنچانے میں لگ گئے جس کے نتیجے میں بکثرت ایسے اہل علم پیدا ہو گئے جو ایک سے زائد زبانوں میں مہارت رکھتے تھے ۔ ان اہل علم نے علمی ' ادبی اور سائنسی کتابوں کے تراجم کو اپنی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کا ذریعہ بنایا ' دوسری طرف عہد بنو عباس کے آغاز سے ہی سائنسی کتب کے تراجم کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی جس کے باعث ترجمہ نگاری کے فن کو بہت ترویج حاصل ہوئی ۔

عربوں نے علوم عقلیہ سے آگاہی حاصل کی تو اپنی آتش شوق بجھانے کے لیے انہوں نے مختلف علماء سے یونانی ، فارسی ، ہندی اور دیگر زبانوں کی علمی کتابوں کو عربی میں منتقل کرانا شروع کیا ۔ ان حکماء اور اطباء میں اگرچہ زیادہ تر عیسائی ' صابی ' ایرانی اور ہندو تھے لیکن مسلمانوں میں علوم عقلیہ کی اشاعت کا آغاز انہی کے ذریعہ سے ہوا ' اس لیے یہ سب کے سب مسلمانوں کی سائنسی تاریخ کا جزو لاینفک ہو گئے ۔ مسلمانوں نے حکماء اور اطباء کے حالات میں جو کتابیں لکھی ہیں ان میں ان حکماء کو " اسلامی حکماء " قرار دیا گیا ہے چنانچہ شہرزوری 'الندیم ' القفطی اور ابن ابی اصیبعہ نے ان سب کو اسلامی اطباء و حکماء قرار دیا۔

محمد لطفی جمعہ اسی نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" اس مختصر کتاب میں ہم اسلام کو صرف ایک دین یا عقیدہ قرار نہیں دیتے بلکہ ایک مکمل تمدن کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں جو عقلی اور عملی زندگی کے جملہ مطالب و معانی اور اخلاقی ثقافت پر مشتمل ہے اسی اصول کے

مطابق یہودی، عیسائی اور تمام آزاد خیال مفکرین جنہوں نے اسلامی تمدن
کے سایہ عاطفت میں نشوونما پائی حکمائے اسلام ہیں"(۳۱)

اسالیب ترجمہ

ترجمے کے دو اسلوب تھے :

۱۔ لفظی ترجمہ

۲۔ بامحاورہ ترجمہ

۱۔ لفظی ترجمہ

کتابوں کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ان کے ترجموں کی طرف بھی توجہ دی گئی اور جتنا ذخیرہ کتب جمع ہوتا اس کا عربی میں ترجمہ کیا جاتا۔ چونکہ یونانی یا سریانی سے عربی میں تراجم کے پہلے سے کچھ زیادہ نمونے موجود نہیں تھے اس لیے ابتدائی طور پر ترجمے کے کام میں بہت دقت پیش آئی۔ ابتدائی تراجم کا اسلوب لفظی تھا جس میں یونانی کے ہر مفرد لفظ کے نیچے عربی کا مفرد لفظ لکھ دیا جاتا اور کبھی یونانی سے سریانی میں اور سریانی سے عربی میں اسی نوعیت کا لفظی ترجمہ کیا جاتا اور جہاں کسی لفظ کا سریانی یا عربی مترادف نہ ملتا تو یونانی لفظ کو ہی معرب کر کے استعمال کر لیا جاتا جس کی وجہ سے وہ تراجم چیستان ہو گئے جنہیں سمجھنا ممکن نہ تھا(۳۲) یہ طریق ترجمہ یوحنا بن بطریق (م ۲۰۰ھ / ۸۱۵ء) اور عبدالمسیح بن الناعمی (م ۲۲۰ھ / ۸۳۵ء) کا تھا۔(۳۳) چنانچہ انہی خامیوں کو دور کرنے کے لیے ہارون الرشید اور المامون کے عہد میں ابتدائی تراجم پر نظر ثانی کر کے ان کی اصلاح کی گئی بلکہ بعض اہم کتابوں مثلاً المجسطی وغیرہ کے کئی مرتبہ ترجمے کرائے گے اور ان میں سے صحیح اور فصیح ترجموں کا انتخاب کیا گیا۔(۳۴)

۲۔با محاورہ ترجمہ

یہ حنین بن اسحاق اور اس کے شاگردوں کا طریقہ تھا۔ اس میں مترجم مصنف کا ایک پیراگراف پڑھ کر اس کے مطالب کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا۔ اصل سے لفظی مطابقت پیدا کرنے کے بجائے اس امر پر توجہ دیتا کہ ترجمہ سلیس، سادہ، قابل فہم اور مدعا کو صحت سے واضح کرتا ہو۔(۳۵)

طبقات مترجمین

جن حکماء نے نقل و ترجمہ کا کام کیا ان کے مختلف طبقات ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض نے خود بھی کتابیں تصنیف کیں، لیکن ان تصانیف کی چنداں اہمیت نہیں ہے کیونکہ:

الف۔ وہ تصانیف بنیادی طور پر کسی یونانی کتاب کی شرح یا تلخیص ہے مصنفین کے اپنے علم و تجربات کا ماحصل یا ان کی اپنی تحقیقی کاوش(Original-Contribution) نہیں ہے۔

ب۔ بیشتر مترجمین صرف حصول زر کی خاطر تراجم کا کام کرتے تھے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی طبیب ریاضی یا ماوراء الطبیعات کی کسی کتاب کا ترجمہ کررہا ہے اور کوئی ریاضی دان طب یا سیاست کی کسی کتاب کو عربی زبان میں منتقل کر رہا ہے۔(۳۶) مثلاً مامون ترجمہ کے بدلے میں اس کتاب کے برابر سونا تول کر دیتا تھا۔ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ خود مجھ کو حنین کی بہت سی کتابیں ملیں جو نہایت دبیز کاغذ پر جلی حروف میں لکھی ہوئی تھیں اور ہر ورق میں صرف چند سطریں تھیں، چونکہ ان کے بدلے ان کے وزن کے برابر درہم ملتے تھے اس لیے حنین اس طریقہ سے کتاب کی ضخامت اوروزن بڑھانا چاہتا تھا۔(۳۷)

دی بوئر "تاریخ فلسفہ اسلام" میں لکھتا ہے :

> " ان مترجموں کو، بہت بڑے فلسفی نہیں سمجھنا چاہئے ۔ یہ لوگ شاذ و نادر ذاتی شوق سے کام کرتے تھے زیادہ تر کسی خلیفہ ، وزیر یا کسی اور جلیل القدر شخص کے حکم سے ترجمہ کرتے ۔(۳۸)

مترجمین کے حسب ذیل طبقات تھے :

۱۔ عہد اموی کے مترجمین ۔ جن میں سے بعض نے اپنے شوق اور بعض نے کسی کے کہنے سے ترجمے کیے جیسے اصطفن الاسکندری اور ابن المقفع ۔

۲۔ آل ماسر جویہ ۔ ان میں سے پہلا طبیب ماسرجویہ تھا جو مذہباً یہودی ، لساناً سریانی اور موطناً بصری تھا ۔ اس نے اموی عہد میں کتابوں کا ترجمہ شروع کیا اور عباسی عہد (عہد ہارون الرشید) تک ترجمے کرتا رہا ۔

۳۔ آل بختیشوع ۔ یہ نسطوری عیسائی تھے ان کی زبان سریانی تھی ان میں سے چند مشہور طبیب اور مترجم ہوئے ہیں :

۱۔ جورجیس بن بختیشوع ۔ ابن ابی اصیبعہ کے بیان کے مطابق جورجیس پہلا طبیب ہے جس نے المنصور کی خواہش پر طبی کتب کا عربی میں ترجمہ کیا(۳۹)

۲۔ بختیشوع بن جورجیس (۲۱۳ ھ)

۳۔ جبرائیل بن بختیشوع ۔

۴۔ بختیشوع بن جبرائیل (۲۵۶ ھ) ۔

۵۔ جبرائیل بن عبیداللہ (۳۹۶ ھ) ۔

۶۔ عبیداللہ بن جبرائیل (۴۵۰ ھ)

یہ خاندان مختلف ادوار میں نقل وترجمہ کا کام کرتا رہا ۔

یوحنا بن ماسویہ

ہارون ، امین ، ماموں اور متوکل کے درباروں سے وابستہ رہا۔ عملی طب کے ساتھ ترجمہ نگاری کا کام بھی کرتا رہا۔[۴۰]

عباسی خلیفہ ابو جعفر المنصور (م ۱۸۵ھ/ ۷۷۵ء) کے دربار میں ۱۵۴ھ/ ۷۷۰ء میں ہندوستان سے ایک وفد گیا جس کے ساتھ منکہ نام کا ایک عالم فلکیات بھی تھا وہ اپنے ساتھ برہم گپتا کی تالیف " سدھانتا " لے گیا جو المنصور کے حکم سے محمد بن ابراہیم الفرازی نے ۷۹٦ سے ۸۰٦ء کے دوران عربی میں ترجمہ کی جو " سندھند" کے نام سے متعارف ہوئی۔[۴۱]

ہندوستان کے حکماء و اطباء میں ابن ابی اصیبعہ نے بہت سے نام گنوائے ہیں مثلاً گنگا ، ضجھل ، باکھر ، راجہ ، منکہ ، داہر ، انکر ، زنکل ، جبھر ، اندی اور حاری وغیرہ اور لکھا ہے کہ یہ ہندوستان کے مشہور اطباء تھے جن کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ ہوا۔[۴۲]

ان اطباء میں سے منکہ ہارون الرشید (۱۷۰۔۱۹۳ھ/ ۷۸٦۔۸۰۸ء) کے علاج کے لیے آیا۔ وہ فارسی اور عربی جانتا تھا اور طب کی ہندی کتب کا فارسی اور عربی میں ترجمہ کیا کرتا تھا۔[۴۳]

حجاج بن یوسف بن مطر

حجاج بن یوسف بن مطر کا عہد سارٹن نے ۱۷۰۔۲۱۸ھ/ ۷۸٦۔۸۳۳ء لکھا ہے۔[۴۴] لیکن ان میں سے کوئی تاریخ اس کی ولادت یا وفات سے متعلق نہیں ہے بلکہ ان تاریخوں کا تعلق ہارون الرشید اور المامون کے عہد سے ہے اور حجاج ان دونوں خلفاء سے وابستہ رہا ہے ۔ اس نے اقلیدس کی کتاب کا دو مرتبہ ترجمہ کیا، پہلی بار ہارون کے عہد میں اور دوسری بار المامون کے عہد میں ۔ دوسرا ترجمہ منقح اور قابل اعتماد تھا[۴۵]۔ نیز اس

نے بطلیوس کی المجسطی کا بھی ترجمہ کیا۔(۴۶) جس کا ابن ابی اصیبعہ نے ذکر نہیں کیا۔ دیگر مترجمین زروبابن مانحوہ الناعمی الحمصی(۴۷)، ہلال بن ابی ہلال الحمصی(۴۸)، فثیون الترجمان، ابو نصر بن ناری بن ایوب(۴۹) اور بسیل المطران(۵۰) شامل ہیں۔

البطریق

ابو یحیی البطریق (م۱۹۱ھ/۷۹۶۔۸۰۶ء)۔(۵۱) عباسی خلیفہ المنصور کے مترجمین میں سے تھا اس نے بقراط اور جالینوس کی بعض تصنیفات عربی میں منتقل کیں جو ابن ابی اصیبعہ کی نظر سے گزری تھیں(۵۲)۔ اس نے عمر بن الفرخان (م۲۰۰ھ/ ۸۱۵ء) کے لیے بطلیوس کی کتاب "الاربعۃ" کا ترجمہ کیا(۵۳)۔ اچھا مترجم تھا البتہ حنین سے کم تر تھا۔

یحییٰ بن البطریق

مقدم الذکر کا بیٹا(م تقریباً ۲۲۰ھ/ ۸۳۵ء) جس نے ارسطو کی متعدد تصانیف اور جالینوس کی کتاب التریاق کا ترجمہ کیا۔(۵۴) غالباً سریانی سے عربی میں لیکن ابن ابی اصیبعہ کے بقول وہ عربی بہت معمولی اور سریانی بالکل نہیں جانتا تھا۔(۵۵) اس کے تراجم میں سے ارسطو کی کتاب "السیاسۃ فی تدبیر الریاسۃ(۵۶) آثار العلوم(۵۷)" اور بطلیوس کی کتاب الاربعۃ مع شرح عمر بن الفرخان الطبری(۵۸)" اور بقراط عن الموت، ہم تک پہنچی ہیں۔(۵۹)

ایوب الابرش

ایوب الابرش رہا (ادیسہ) کا رہنے والا تھا۔ ابن ابی اصیبعہ نے ایوب الابرش اور ایوب الرہاوی کو دو الگ الگ افراد بتایا ہے۔(۶۰) لیکن مایرہوف لکھتا ہے کہ ابن ابی اصیبعہ کا

یہ بیان درست نہیں۔ الابرش دراصل الابرص (برص والا) ہے جو ایوب الرہاوی کا عرف (Nick name) تھا[۶۱] ایوب الابرش کی تاریخ ولادت و وفات، صحت سے معلوم نہیں

البتہ غالب گمان یہ ہے کہ وہ تیسری صدی ہجری / نویں صدی میلادی کے نصف اوّل میں ہوا ہے کیوں کہ ابن ابی اصیبعہ نے اس کے بیٹے ابراہیم کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ المتوکل (م ۲۴۷ھ/ ۸۶۱ء) اور المعتز (م ۲۵۵ھ/ ۸۶۹ء) کا ہم عصر تھا۔[۶۲]

مایرہوف نے حنین بن اسحاق کے الرسالۃ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایوب نے جالینوس کی کم از کم پینتیس ۳۵ کتابیں سریانی میں ترجمہ کیں ۔ حنین نے ایوب الابرش کے تراجم پر شدید تنقید کرتے ہوئے بعض ترجموں کو ناقابل فہم قرار دیا اور پھر اکثر تراجم کی تصحیح کی۔[۶۳] ابن ابی اصیبعہ کے بقول ایوب الابرش نے آخری عمر میں اپنے ترجموں کا معیار بہت بہتر کر لیا تھا۔[۶۴]

شہدی الکرخی

کرخ کا رہنے والا معمولی درجے کا مترجم تھا۔[۶۵] جس نے بقراط کی کچھ کتابوں کے ترجمے کیے تھے ۔[۶۶] شہدی کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں البتہ مایرہوف لکھتا ہے کہ ابن الندیم نے شملی نام کے ایک مترجم کا متعدد جگہ ذکر کیا ہے۔[۶۷] ابن ابی اصیبعہ نے یہ نام نہیں دیا۔ میرے خیال میں ممکن ہے کہ یہ نام دراصل شہدی تھا جسے ابتدائی نساخوں نے غلطی سے شملی بنا دیا۔[۶۸]

ابن شہدی

مقدم الذکر کا بیٹا نویں صدی میلادی کے شروع میں ہوا ہے۔ اس نے جالینوس کی تین اہم کتابوں : کتاب الفرق، کتاب الصناعۃ الصغیرۃ اور کتاب النبض الصغیر کا سریانی میں ترجمہ کیا۔[۶۹] ابن ابی اصیبعہ کے مطابق آخری عمر میں اس کے ترجمہ کا معیار بہتر ہو گیا

تھا لیکن درمیانے درجے سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ سریانی سے عربی میں بھی ترجمہ کرتا تھا۔(۷۰) اس نے بقراط کی "کتاب الاجنۃ" کا سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا جو بقول ابن الندیم انتہائی ردی تھا۔(۷۱)

ابراهیم بن الصلت

حنین بن اسحاق کا معاصر تھا۔ اس نے جالینوس کی تالیفات "مقالۃ فی الاورام" کا عربی میں، مقالۃ فی صفات لصبی یصرع(۷۲) کا سریانی میں اور کتاب الکیموس الجیدو الردی کا عربی اور سریانی دونوں میں ترجمہ کیا۔(۷۳) ثابت الناقل نے جالینوس کی کتاب الکیموسین اور ابو یوسف الکاتب نے بقراط کی کچھ کتابوں کا سریانی میں ترجمہ کیا۔(۷۴)

یوحنا بن بختیشوع

یوحنا بن بختیشوع یونانی اور سریانی دونوں زبانوں کا عالم تھا۔ اس نے جالینوس کی " الادویۃ المقابلۃ للادواء " اور کئی دوسری کتابوں کا یونانی سے سریانی میں ترجمہ کیا۔ الموفق باللہ طلحہ بن جعفر المتوکل (م ۲۷۸ھ/ ۸۹۱ء) کا معتمد طبیب تھا۔ زرکلی اور کحالہ نے اس کا سال وفات ۲۹۰ھ/ ۹۰۳ء لکھا ہے۔(۷۵) اس کی صرف دو کتابوں کے نام ملتے ہیں:

"کتاب فیمایحتاج الیہ الطبیب من علم النجوم"؛

"تقویم الادویۃ فیما اختارہ من الاعشاب والاغذیۃ"۔(۷۶)

یوسف الناقل

ابو یعقوب یوسف بن عیسی خوزستان کا رہنے والا تھا۔ "عیون الانباء" میں اس کا ترجمہ دو جگہ مذکور ہے(۷۷) اس نے جالینوس کی کتاب "الادویۃ المفردۃ" کا ترجمہ کیا

تھا جس پر حنین نے الرسالۃ میں شدید تنقید کی ہے۔(۷۸) غالباً یہ ترجمہ یوسف نے ابتدائی عہد میں کیا ہو گا کیوں کہ الرسالۃ۔(۲۳۶/ ۸۵۰ء کے فوراً بعد لکھا گیا جب کہ یوسف المکتفی کے عہد(۲۹۰۔۲۹۶ھ/ ۹۰۲۔۹۰۸ء) تک زندہ رہا۔(۷۹) یوسف نے ارشمیدس کی کتاب "المثلثات" کا بھی ترجمہ کیا تھا۔(۸۰)

ابو عثمان سعید بن یعقوب الدمشقی

ابو عثمان سعید بن یعقوب الدمشقی کو مشہور عباسی وزیر علی بن عیسی نے ۳۰۲ھ/ ۹۱۴ء میں بغداد مکہ اور مدینہ کے شفاخانوں کا نگران مقرر کیا اس نے ارسطور، اقلیدس اور فرفوریوس کی تالیفات کا ترجمہ کیا۔(۸۱) اس کا ترجمہ ایسا غوجی،ارسطو کی کتاب الجدل کے پہلے سات مقالات(۸۲) اسکندرافرودیسی کی القول فی مبادی الکل علی رای ارسطو طالیس(۸۳) اور مغنس الحمصی کی کتاب البول (۸۴) کے ترجمے ہم تک پہنچے ہیں۔

مترجمین میں ابو اسحاق ابراہیم بن بکس اور اس کا بیٹا علی بن ابراہیم بن بکس بھی شامل ہیں۔ ان دونوں کا ابن ابی اصیبعہ نے اطباء میں بھی تذکرہ کیا ہے۔(۸۵)

نامور مترجمین

عباسی دور میں اگرچہ بکثرت مترجم ہوئے لیکن جو لوگ بہترین مترجم تسلیم کیے گئے وہ مامونی دور میں پیدا ہوئے۔ ابن ابی اصیبعہ لکھتا ہے :

" اسلامی عہد میں ترجمہ کے ماہر صرف چار افراد تھے :

حنین بن اسحاق ' یعقوب بن اسحاق الکندی ' ثابت بن قرہ الحرانی اور عمر بن فرخان الطبری "(۸۶) ان میں سے حنین بن اسحاق ایک مدرسہ ترجمہ کا بانی تھا۔ ذیل میں حنین اوراس کے تلامذہ کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے :

حنین بن اسحاق

ابو زید حنین بن اسحاق العبادی(۱۹۴ـ۲۶۴ھ[۸۷]/ ۸۰۹ـ۸۷۷ء) الحیرہ میں پیدا ہوا جہاں اس کا باپ صیدلی تھا۔

حنین نے جندیشاپور میں یوحنا بن ماسویہ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی لیکن یوحنا کے نامناسب رویہ اور درشت تبصرہ سے دل برداشتہ ہو کر وہاں سے کہیں چلا گیا[۸۸] اور تقریباً پانچ چھ برس روپوش رہنے کے بعد جب (۲۱۱ھ/ ۸۲۶ء)میں پہلی بار جبرئیل بن بختیشوع کے پاس دیکھا گیا تو وہ یونانی ، سریانی ، فارسی اور عربی میں اتنی مہارت حاصل کر چکا تھا کہ بغداد کے تمام اطباء و مترجمین اس کو عزت و احترام کا مقام دینے لگے حتی کہ یوحنا بن ماسویہ نے اپنی سابقہ غلطی پر ندامت کا اظہار کیا۔[۸۹]

ابن ابی اصیبعہ نے اپنے استاذ شہاب الدین عبدالحق الصقلی النحوی اور ابن جلجل کے حوالے سے لکھا ہے کہ حنین نے فارس کا سفر کیا جہاں خلیل بن احمد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور عربی زبان میں مہارت حاصل کی اور" کتاب العین" بغداد لایا۔[۹۰] ابن القفطی، صاعد اور ابن العبری نے بھی یہی بات نقل کی۔[۹۱]

اور غالباً سب کا ماخذ ابن جلجل ہے۔ القفطی اور العبری کو یہ احساس ہوا کہ خلیل بن احمد فارس میں نہیں تھا بلکہ بصرہ میں تھا چنانچہ انہوں نے حنین کے بارے میں " دخل البصرۃ" کے الفاظ کا اضافہ کر کے[۹۲] خلیل بن احمد سے ملاقات کو قریب الوقوع ثابت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن صاعد کے علاوہ کسی کو ابن جلجل کی اس غلطی پر تنبہ نہیں ہو سکا کہ خلیل بن احمد کا انتقال ۱۷۰ھ/ ۷۸۶ء میں ہوا اور حنین بن اسحاق ۱۹۴ھ/ ۹۰۲ء میں پیدا ہوا لہذا ان میں ملاقات ممکن ہی نہیں تھی۔ صاعد نے ابن جلجل کی اس غلطی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غلطی سے خلیل بن احمد کا سن وفات ۱۷۰ھ کے بجائے ۲۷۰ھ لکھ دیا ہے۔[۹۳] تاہم یہ قلم کی لغزش ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بروکلمن ، الزرکلی اور کحالہ

نے بھی حنین کے خلیل بن احمد سے تلمذ کا ذکر کیا ہے جب کہ خلیل بن احمد کے ترجمہ میں اس کی تاریخ وفات ۱۷۰۔۱۷۵ھ لکھی ہے(۹۴)اور حنین کا سن ولادت ۱۹۴ھ درج کیا ہے(۹۵)لیکن اس غلطی پر انہیں تنبہ نہیں ہوا۔

حنین متعدد زبانوں میں مہارت کے بعد کتب سائنس کے نامور مترجم کی حیثیت سے ابھرا ' تاہم البیہقی کا یہ بیان کہ :

" وہ پہلا آدمی ہے جس نے یونانی سے سریانی اور عربی میں تراجم کیے ۔ وہ بغداد میں پیدا ہوا اور شام میں پرورش پائی (۹۶) درست نہیں ہے ۔

سترہ سال کی عمر میں اس نے پہلا ترجمہ اصناف الحمیات کا اور پھر "فی القوی الطبعیة " کا کیا لیکن بعد میں اس نے ان پر نظر ثانی کی کیوں کہ خود اسے یہ تراجم پسند نہ تھے اگرچہ جبرئیل بن بختیشوع ان کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔(۹۷)

بغداد میں بنو موسی شاکر(۹۸)اپنے طور پر یونانی کتب کی فراہمی اور ان کے تراجم کا اہتمام کرتے تھے اور پانچ سو دینار (ایک ہزار ڈالر تقریبا) ماہوار ترجموں پر خرچ کرتے تھے حنین بن اسحاق نے ان کے لیے بھی تراجم کیے۔(۹۹) حنین نے یونانی کتب کی تلاش میں عراق، سوریا ، فلسطین اور اسکندریہ کے سفر کیے اور کتابوں کے مخطوطات حاصل کیے لیکن ان اسفار کا وقت صحت تعین سے معلوم نہیں ۔(۱۰۰)

حنین کا نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اپنی زیر نگرانی مترجمین کی ایک جماعت تیار کی جس میں اس کا بیٹا اسحاق، خواہرزادہ حبیش بن الحسن الاعسم ، عیسی بن یحیٰ اور موسیٰ بن خالد شامل تھے۔(۱۰۱) حنین کی طرف منسوب کئی ایک تراجم درحقیقت اس کے انہی شاگردوں کی کاوش کا نتیجہ ہیں ۔ حنین زیادہ تر یونانی سے سریانی میں ترجمہ کرتا(۱۰۲) جسے اس کے شاگرد عربی میں منتقل کرتے اور وہ ان پر نظر ثانی کیا کرتا تھا ۔(۱۰۳)حنین کے شاگردوں میں سے حبیش الاعسم اور عیسی بن یحیٰ یونانی نہیں جانتے تھے وہ صرف حنین کے

سریانی تراجم کو عربی میں منتقل کرتے تھے۔(۱۰۴) حبیش کے کیے ہوئے اکثر تراجم حنین کی طرف سے منسوب ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جن کتب پر بطور مترجم حبیش کا نام تھا لوگوں نے یہ سوچ کر اسے حنین سے بدل دیا کہ مترجم کے نام میں تصحیف ہوئی ہے اور نقطے صحیح جگہ پر نہیں لگائے گئے۔(۱۰۵)

حنین نے ترجمہ نگاری کے لیے جو اسلوب اختیار کیا وہ تحقیق کے جدید طریقوں سے بڑی حد تک ہم آہنگ ہے۔ حنین کا کام تھا کہ جس طرح ہو سکے یونانی مخطوطات کے اچھے اچھے نمونے جمع کرتا اور پھر ان کے باہمی مقابلے سے ایک منقح نسخہ تیار کرتا اور اگر اس کتاب کا پہلے سے سریانی یا عربی ترجمہ ہوا ہے تو اس کو بغور دیکھنے کے بعد حتی الامکان ٹھیک ٹھیک ترجمہ کر دیتا اور اگر اس کا کوئی شاگرد عربی میں ترجمہ کرتا تو وہ خود اس ترجمہ کا یونانی متن سے موازنہ کر کے اس کی تصحیح کرتا تھا۔(۱۰۶)

حنین نے نہ صرف اس وقت کے مروجہ سریانی اور عربی ترجموں پر تنقید کی بلکہ اپنے ان ترجموں پر بھی جو اس نے ابتدائے عمر میں کیے تھے تنقید کرتے ہوئے کئی کتابوں کا بعد کے دور میں از سر نو ترجمہ کیا(۱۰۷) اس سے حنین کی علمی دیانت کی صفت اجاگر ہوتی ہے جو اس لالچ کے باوجود بدستور برقرار رہی جس کا ذکر کرتے ہوئے ابن ابی اصیبعہ لکھتا ہے کہ حنین بن اسحاق کی ترجمہ کی ہوئی کئی کتابیں مجھے ملیں جن کے لیے اس وقت کے متداول کاغذ سے تین چار گنا دبیز کاغذ استعمال کیا گیا تھا اور ایک صفحہ پر موٹے حروف میں صرف چند سطریں تھیں اور اس سے حنین کی غرض یہ تھی کہ کتاب کا حجم بڑھ جائے کیوں کہ اسے خلیفہ المامون(۱۰۸) کی طرف سے کتاب کے وزن کے برابر سونا تول کر دیا جاتا تھا۔(۱۰۹)

حنین کے ترجموں کو ہر اعتبار سے معیاری قرار دیا گیا ہے بجز اس ایک بات کے کہ اس نے قدیم کتابوں سے بت پرستی کے متعلق مواد خارج کر دیا تھا اور متعدد دیوتاؤں کے تصور کو ایک خدا اور فرشتوں کے تصور سے بدل دیا۔ اگرچہ اس بات کا سائنسی تحقیقات

پر کوئی اثر نہیں پڑا تاہم قدیم علم الاصنام پر تحقیق کرنے والے افراد کو مستند مواد نہیں مل سکا۔[۱۱۰]

حنین نے جالینوس کی بیشتر کتب[۱۱۱] کے علاوہ بقراط[۱۱۲]، افلاطون،[۱۱۳] ارسطو،[۱۱۴] دیسقوریدس[۱۱۵] کی کئی کتابیں اور بطلیوس کی کتب چہارگانہ کا ترجمہ کیا۔[۱۱۶]

حنین نے تراجم کے علاوہ خود بھی کچھ کتابیں اور رسالے تالیف کیے جن میں سے بیشتر سوال و جواب کی شکل میں انہی کتابوں کی معلومات پر مشتمل ہیں جن کا حنین نے ترجمہ کیا۔ ہٹی کی یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے کہ بیشتر مترجمین تراجم میں اپنی تحقیقات کو بھی شامل کر کے انہیں ایک نئی شکل میں پیش کر دیتے جس کی وجہ سے تراجم اور ابتدائی تخلیقی کام میں خط امتیاز کھینچنا دشوار ہے۔[۱۱۷] ابن ابی اصیبعہ نے حنین کی ایک سو طبع زاد تالیفات کی فہرست دی ہے[۱۱۸] جن میں سے درج ذیل بیس کتب کے مخطوطات، تراجم اور طباعت کی نشان دہی کی گئی ہے:

کتاب المدخل فی الطب[۱۱۹] : ازمنہ متوسطہ میں یہ کتاب بہت مقبول تھی اور طب کی تعلیم میں اسے وہی درجہ حاصل تھا جو منطق میں ایساغوجی کو۔[۱۲۰]

مسائل فی الطب للمتعلمین[۱۲۱]، كتاب العين[۱۲۲]، كتاب العشر مقالات فی العين[۱۲۳]، كتاب فی اوجاع المعدة[۱۲۴]، الاقراباذين[۱۲۵]، مختصر تاريخ الكيميائيين[۱۲۶]، مقتطفات من رسالة عن المذنبات[۱۲۷]، عن الفضائل وما يقابلها من الرذائل[۱۲۸]، اجتماعات الفلاسفة فی بيوت الحكمة فی الاعياد وتفاوض الحكمة بينهم[۱۲۹]، كتاب آداب الفلاسفة[۱۳۰]، المدخل الكبير الى علم الروحانيات[۱۳۱]، رسالة فی الكواكب ذوات الزوائد[۱۳۲]، رسالة فی ذكر ما ترجم من كتب جالينوس بعلمه و بعض ما لم يترجم[۱۳۳]، مقالة فی اثبات الكتب التی لم

يذكرها جالينوس فى فهرست كتبه[۱۳۴]، كتاب خواص الحجر[۱۳۵]، قصة سلامان وابسال[۱۳۶]، جوامع معانى الخمس المقالات الاولى من كتاب جالينوس فى قوى الادوية المفردة[۱۳۷]، كتاب الرمة[۱۳۸]، جوامع مقالات جالينوس فى تدبير الملطف[۱۳۹]، مقالة الفهالابى جعفر محمد بن موسى جمع فيها ما قاله جالينوس فى تدبير الناقه فى جميع كتبه التى ذكر فيها هذا الباب[۱۴۰]، جوامع الاسكندرانيين۔[۱۴۱]

مذکورہ بالا اسماء سے اندازہ ہوتا ہے کہ بیشتر کتب قدیم مصنفین کی تالیفات سے ماخوذ تھیں ۔ حنین بن اسحاق بعد میں المتوکل (۲۳۲۔۲۴۷ھ/ ۸۴۷۔۸۶۱ء) کا درباری طبیب متعین ہو گیا۔اس دوران میں اسے اپنے ہم مذہب اطباء کی ریشہ دوانیوں کی بدولت کئی بار ابتلاکا شکار ہونا پڑا ۔ ابن جلجل اور ابن القفطی نے لکھا ہے کہ الطیفوری نے خلیفہ کو حنین سے بد ظن کردیا تھا جس کے باعث وہ صدمہ سے یا زہر کھا کر ہلاک ہو گیا[۱۴۲] لیکن ابن ابی اصیبعہ نے حنین کی وفات کے اس سبب کو صحیح قرار نہیں دیا اور حنین بن اسحاق کے اپنے قلم کا لکھا ہوا ایک رسالہ من و عن نقل کیا ہے جس میں اس نے الطیفوری والے واقعہ سے خلیفہ کے بد ظن ہونے اور اپنے مبتلائے شدائد و محن ہونے کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد بتایا کہ وہ باعزت طور پر اپنے عہدہ پر بحال ہو گیا تھا ۔ ابن ابی اصیبعہ نے اس کی موت کو طبعی قرار دیا ہے۔[۱۴۳] حنین بن اسحاق کی مذکورہ تحریر اس امر کی کافی شہادت ہے کہ ابن جلجل اور ابن القفطی نے اس کی وفات کا جو سبب بتایا ہے وہ درست نہیں۔

اسحاق بن حنین

اسحاق بن حنین اپنے باپ کی نگرانی میں یونانی اور سریانی سے عربی میں اور بسا اوقات یونانی سے سریانی میں ترجمہ کرتا تھا ۔ اس نے طب کی بہ نسبت زیادہ تر ریاضی اور فلسفے کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا اور ابن الندیم کے مطابق اپنے باپ کی بہ نسبت زیادہ

صحیح اور فصیح ترجمہ کرتا تھا(۱۴۴)۔ المعتضدباللہ (۲۷۹۔۲۸۹ھ/۸۹۲۔۹۰۲ء) کا وزیر قاسم بن عبید اللہ (م ۲۹۱ھ/ ۹۰۳ء) اس پر بہت مہربان تھا۔ آخر عمر میں اسے فالج ہو گیا تھا اور ربیع الآخر ۲۹۸ھ/ نومبر ۹۱۰ء میں فوت ہوا۔(۱۴۵)

الفہرست میں اسحاق بن حنین کا ترجمہ دو مقامات پر دیا گیا ہے۔(۱۴۶) اور دونوں مقامات کا متن تقریبا ایک جیسا ہے البتہ ایک جگہ اس کی تاریخ وفات ربیع الاول ۲۹۸ھ لکھی ہے اور دوسری جگہ ربیع الآخر۲۹۸ھ ہے۔ ابن القفطی اور بروکلمن نے اول الذکر(۱۴۷) اور ابن ابی اصیبعہ اور سوتر نے ثانی الذکر تاریخ پر اعتماد کیا ہے۔(۱۴۸)

اس کی کچھ طبع زاد تالیفات بھی ہیں جن میں سے ایک تاریخ طب اور سوانح اطباء پر ہے جو ابن الندیم، ابن القفطی اور ابن ابی اصیبعہ کا قابل اعتماد ماخذ ہے۔(۱۴۹) اس نے جغرافیہ پر ایک کتاب المختصر الجغرافی العربی لکھی(۱۵۰) اس کی دیگر چودہ تالیفات کی فہرست ابن ابی اصیبعہ نے دی ہے لیکن اس کا اصل کارنامہ یونانی کتب فلسفہ و ریاضی کو عربی میں منتقل کرنا ہے۔ اپنے باپ کی طرح وہ بھی مختلف نسخوں کا باہمی تقابل کر کے اپنے ترجمہ کو معیاری بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے :

" مجھے ارسطو کی کتاب النفس کی شرح ثامسطیوس کا ایک ردی نسخہ دستیاب ہوا تھا جس کا میں نے عربی میں ترجمہ کیا۔ پھر تیس سال بعد مجھے اس کتاب کا ایک نہایت عمدہ نسخہ مل گیا تو میں نے اس کے مطابق اپنے ترجمہ کو بہتر بنایا"(۱۵۱)

اس کے مشہور تراجم درج ذیل ہیں :

۱۔ تالیفات اقلیدس :کتاب الاصول ،(۱۵۲) جس کی بعد میں ثابت بن قرہ نے اصلاح کی ،کتاب المعطیات،اورکتاب المناظر،(۱۵۳) اس کی بھی ثابت بن قرہ نے اصلاح کی

۲۔ بطلیموس کی المجسطی،اس کی بھی ثابت بن قرہ نے اصلاح اصلاح کی ۔(۱۵۴)

۳۔ تالیفات ارسطو : مقولات[۱۵۵]، کتاب النبات[۱۵۶]، الجدل العبارۃ او التفسیر ، الخطابۃ ، السماء والعالم، الکون والفساد ، مابعد الطبیعات ۔[۱۵۷]

۴۔ ارشمیدس کی کتاب الکرۃ والاسطوانۃ ۔[۱۵۸]

۵۔ منیلاس کی کتاب الاشکال الکرویہ ۔[۱۵۹]

۶۔ افلاطون کی مکالمہ سوفسطس مع شرح الامقیدورس ۔[۱۶۰]

۷۔ جالینوس کی جوامع کتب جالینوس ۔[۱۶۱]

۸۔ اوطو لیکوس کی کتاب الاکر ۔[۱۶۲]

۹۔ ثیودوسیوس کی کتاب الاکر ۔[۱۶۳]

ان کے علاوہ اسحاق نے الاسکندر الافرودیسی کی کتاب الشعر کا مکمل اور دیگر کئی یونانی اور اسکندری فلاسفہ کی تصانیف کے جزوی ترجمے کیے ۔[۱۶۴]

حبیش الاعسم

حبیش بن الحسن الاعسم[۱۶۵] (۲۶۴ھ / ۸۷۸ء) سے قبل زندہ تھا[۱۶۶] حنین بن اسحاق کا خواہرزادہ اور حنین کی نگرانی میں ترجمہ کرنے والی جماعت میں شامل تھا ۔ ابن ابی اصیبعہ اس کے ترجموں کو نسبۃً کم درجے کا بتاتا ہے اور حنین کے حوالے سے لکھتا ہے کہ اگرچہ وہ ذہین تھا لیکن محنتی کم تھا[۱۶۷] جب کہ ابن الندیم کے مطابق حنین بن اسحاق اس کی ذکاوت طبع اور ذہانت کی تعریف کرتا تھا ۔ اسے دیگر مترجمین پر فوقیت دیتا اور اس کے ترجموں کو انتہائی پسند کرتا تھا ۔[۱۶۸] علم طب میں اس کی طبع زاد تالیفات بھی ہیں[۱۶۹] لیکن اس کا اصلی شعبہ تراجم کا تھا ۔ بنو موسیٰ شاکر کے قائم کردہ شعبہ ترجمہ میں وہ اپنے ماموں حنین بن اسحاق اور ثابت بن قرہ جیسے فضلاء کا رفیق کار تھا ۔[۱۷۰] اس نے بہت سی کتابیں سریانی سے عربی میں ترجمہ کیں لیکن اس کی بدقسمتی یہ ہوئی کہ اس کے اکثر ترجمے

حنین کے نام منسوب ہو گئے۔(۱۷۱)

ابن ابی اصیبعہ نے عیون الانباء میں دو مختلف جگہوں پر اس کا حال لکھا ہے۔ ایک اطباء کے تسلسل میں اور دوسرے ناقلین کے تذکرے میں(۱۷۲) لیکن دونوں جگہ تذکرہ انتہائی مختصر ہے اور کہیں بھی ان کتابوں کی فہرست نہیں دی جو اس نے ترجمہ کی ہیں۔(۱۷۳)

عیسی بن علی

حنین بن اسحاق کا شاگرد اور خلیفہ المعتمد علی اللہ (۲۵۶-۲۷۹ھ/ ۸۷۰-۸۹۲ء) کا طبیب تھا بروکلمن نے اس کا نام علی بن عیسی بن علی لکھاہے ابن القفطی نے اسے مشہور کحال عیسی بن علی الکحال سے خلط کر دیا اور تذکرۃ الکحالین جو کہ عیسی بن علی الکحال کی ہے غلطی سے اس کی طرف منسوب کر دی۔(۱۷۴) ابن الندیم، ابن القفطی اور ابن اصیبعہ نے اس کی ایک کتاب "کتاب المنافع التی تستفاد من اعضاء الحیوان" لکھا ہے(۱۷۵) لیکن بروکلمن نے اسے دو الگ الگ کتابیں: کتاب منافع الحیوان(۱۷۶) اور کتاب منافع الاعضاء(۱۷۷) بتایا ہے۔ بروکلمن نے اس کی دو اور کتابوں: درۃالخواص علی المنافع والخواص(۱۷۸) اور کتاب العمل بالاصطرلاب(۱۷۹) کا ذکر بھی کیا ہے لیکن اس خیال کا اظہار کیا کہ غالبا یہ دونوں کتابیں غلطی سے اس کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔(۱۸۰)

عیسی بن یحییٰ بن ابراھیم

حنین بن اسحاق کے تلامذہ میں سے تھا۔ فن ترجمہ میں ماہر تھا۔ اس کی کسی طبع زاد تالیف کا نام نہیں ملتا۔(۱۸۱) بروکلمن نے اس کے درج ذیل تراجم کی نشان دہی کی ہے۔

۱۔ تالیفات بقراط : فی تدبیر الامراض الحادۃ ؛ فی الاخلاط۔[۱۸۲]

۲۔ تالیفات جالینوس:الاوراق الضوارب ھل یجری فیہاالدما مالدم بالطبع ام لا[۱۸۳]؛کتاب التریاق الی بمفیلیا[۱۸۴] نیوس اختلاف الاعضاء المتشابہات الاجزاء۔[۱۸۵]

۳۔ دیسقوریدس کی کتاب الحشائش[۱۸۶]۔

اصطفن بن بسیل

ابن القفطی کے مطابق حنین بن اسحاق کا شاگرد اوراسکے مدرسہ ترجمہ کا مترجم تھا۔[۱۸۷] ابن ابی اصیبعہ بتاتا ہے کہ اصطفن نے دیسقوریدس کی کتاب الحشائش کا ترجمہ کیا تھا لیکن کئی ایک یونانی ناموں کے عربی مترادفات سے آگاہ نہ ہو سکا چنانچہ انہیں اسی طرح رہنے دیا گیا تا آنکہ اندلس میں اس کتاب کا ازسر نومکمل ترجمہ ہوا۔[۱۸۸] نیز اصطفن نے جالینوس کی متعدد کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔[۱۸۹]

موسی بن خالد الترجمان

حنین کے مدرسہ ترجمہ کا رکن تھا۔[۱۹۰] اس نے جالینوس کی شانزدہ کتب کا ترجمہ کیا تھا لیکن حنین کی بہ نسبت بہت کم درجے کا مترجم تھا۔[۱۹۱]

اسطاث

حنین کے رفقاء میں سے تھے ۔ اس نے ارسطو کی کتاب " الکلام علی کتاب الکون و الفساد" پر الامقیدورس کی شرح کا ، اوطوقیوس کی کتاب " فی الخطین اور سورنوس الحکیم کی کتاب " الحقن" کا عربی میں ترجمہ کیا ۔ آخر الذکر کتاب کی حنین نے اصلاح کی ۔[۱۹۲]

نیز حیرون بن رابطہ اور تدرس السنقل بھی مترجمین میں شامل ہیں لیکن ان کے کسی ترجمے کی نشاندہی کہیں نہیں ملتی البتہ تدرس کے بارے میں ابن ابی اصیبعہ لکھتا ہے کہ میں نے اس کی ترجمہ کی ہوئی کتب حکمیہ دیکھی ہیں جو گوارا تھیں ۔

ثابت بن قرہ الحرانی

حنین بن اسحاق کے بعد مترجمین میں سب سے قد آور شخصیت ابو الحسن ثابت بن قرہ کی تھی ۔ ثابت ۲۱۱ھ / ۸۲۶ھ / یا ۲۲۱ھ / ۸۳۶ء میں حران میں پیدا ہوا ۔[۱۹۳] ابتدا میں صرافی کا پیشہ کرتا تھا ۔ محمد بن موسی شاکر کے توسط سے المعتضد (۲۷۹-۲۸۹ھ) کے دربار سے وابستہ ہو گیا ۔ حران کے صابی کواکب پرست تھے ' اس لیے ثابت کو فلکیات اور ریاضی سے خاصی دلچسپی تھی ۔

ثابت بن قرہ نے یونانی کتب کے ترجمے کے کام کو ترقی دی اور ترجمے کی خامیاں دور کرنے اور اسے عام فہم بنانے کی مقدور بھر سعی کی ' مثلاً اقلیدس کا ترجمہ حنین بن اسحاق نے عربی میں کیا تھا ' ثابت نے اس پر نظر ثانی کی اور اسے مزید سلیس کیا ۔[۱۹۴] اس نے اپنی نگرانی میں مزید مترجمین کی تربیت کی جن میں عیسی بن اسید النصرانی سریانی سے عربی میں ترجمہ کرنے میں مہارت

رکھتا تھا ۔ ثابت مترجمین کے نسطوری گروہ کا قائد تصور کیا جاتا تھا ۔ اس نے اپنے رفقاء کی مدد سے قدیم ، یونانی فلکیات اور ریاضی کو عربی میں منتقل کیا ۔ اپولونیوس ' ارشمیدس ' اوطیقوس ' اقلیدس ' تھیوڈوسیوس ' بطلمیوس جالینوس اور یوٹوکیوس کی کتابوں کے تراجم ثابت نے خود کیے یا اپنے ماتحت مترجمین سے کروا کر ان پر نظر ثانی کی ۔(۱۹۵)

ثابت بن قرہ کے تراجم اور طبع زاد تالیفات کی جو فہرست ابن ابی اصیبعہ نے دی ہے وہ ایک سو چوالیس کتب پر مشتمل ہے ۔ ان میں سے چودہ کتب کا الندیم نے اور ایک سو چھ کا القفطی نے ذکر کیا ہے ۔ بروکلمن نے ان میں سے باسٹھ تالیفات کی نشان دہی کی ہے ۔ جن میں سے اکیس طبع ہو گئی ہیں ۔(۱۹۶)

اس کے بعد ثابت بن قرہ کے بیٹے سنان بن ثابت (م ۳۳۲ھ/ ۹۴۳ء) اور پوتے ابراہیم بن سنان (م ۳۳۵ھ/ ۹۴۶ء) نے طب و ہندسہ میں بہت شہرت حاصل کی اور ان علوم میں نہ صرف متعدد کتابوں کے ترجمے کیے بلکہ خود بھی کتابیں لکھیں ۔ ابن ابی اصیبعہ نے سنان بن ثابت کی انیس کتابوں کی فہرست دی ہے ۔(۱۹۷) بروکلمن نے ابراہیم بن سنان کی نو تالیفات کی نشاندہی کی ہے ۔(۱۹۸)

یعقوب الکندی

یعقوب بن اسحاق الکندی (م ۲۵۸ھ/ ۸۷۲ء کی تحقیق کا اصلی میدان فلسفہ تھا ' جس کی وجہ سے وہ فیلسوف العرب اور فیلسوف الاسلام کے لقب سے معروف تھا ' لیکن وہ ان چار مترجمین میں بھی شامل ہے جنہیں ابن ابی اصیبعہ نے اسلامی عہد کے صف اول کے مترجم قرار دیا ہے ۔(۱۹۹)

اس عہد کے بیشتر مترجمین کی طرح الکندی کی طبع زاد اور مترجم کتب میں واضح خط امتیاز کھینچنا آسان نہیں ہے ۔ تمام تذکرہ نگار متفق ہیں کہ وہ طب ' فلسفہ ' حساب ' ہندسہ ' منطق اور علم نجوم کا ماہر تھا ۔ القفطی کے بیان کے مطابق

وہ یونانی، فارسی اور ہندی فلسفہ کی تمام شاخوں میں پوری مہارت رکھتا تھا۔(۲۰۰) اس نے بالعموم کتب فلسفہ کے ترجمے کیے لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کن کن کتابوں کے ترجمے کیے اور کن کن زبانوں سے کیے۔

اس نے جن موضوعات پر کتابیں تالیف کیں ان کی تعداد الندیم اور القفطی نے سترہ بتائی ہے اور اس کی تالیفات کی فہرست میں دو سو پچیس کتابوں کے نام دیے ہیں۔ ابن ابی اصیبعہ کی فہرست ان کی بہ نسبت تعداد کتب کے اعتبار سے زیادہ جامع ہے۔ اس نے دو سو اکہتر تالیفات کے نام درج کیے ہیں۔ بروکلمن نے اس کی باسٹھ تالیفات کی نشان دہی کی ہے جن میں اکثر چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں، ان میں سے کئی ایک طبع ہو چکی ہیں۔(۲۰۱)

یعقوب الکندی کی تالیفات پر تبصرہ کرتے ہوئے لطفی جمعہ لکھتے ہیں:

"یعقوب کندی باوجود اس وسعت علم اور کثرت تصنیفات کے صحیح معنی میں موجد اور مجتہد نہ تھا، کیوں کہ اس کا کوئی خاص فلسفیانہ اصول نہ تھا، بلکہ وہ ایک ایسا مصنف تھا جو علم کی اشاعت امہات کتب کی شروح و حواشی کے ذریعے سے اور اپنی کتابوں میں فیثاغورث اور ارسطو کے پیروؤں کے مذہب کے داخل کرنے سے کرتا تھا"۔(۲۰۲)

عمر بن الفرخان الطبری

عمر بن الفرخان الطبری (م ۲۰۰ھ/ ۸۱۶ء) طبرستان کا رہنے والا ماہر فلکیات، فلسفی فارسی اور عربی میں کامل دست گاہ رکھتا تھا۔ عباسی عہد کے ترجمہ نگاروں میں اسے ممتاز مقام حاصل تھا۔ ابن الندیم کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تر تفسیری و توضیحی ترجمے کرتا تھا۔

اس کی تالیفات و تراجم میں کتاب القرآنات و تحویل السنین، کتاب المسائل، کتاب اتفاق الفلاسفة و اختلافهم فی خطوط الکواکب،

كتاب المحاسن ' تفسير الاربع مقالات بطلميوس من نقل ابى يحيى بن البطريق شامل ہیں ۔(۲۰۳)

قسطا بن لوقا

ایک اور نامور مترجم قسطا بن لوقا بعلبکی (م ۳۰۰ھ/ ۹۱۲ء) یونانی ' سریانی اور عربی زبانوں میں کامل مہارت رکھتا تھا ۔ اس نے افلاطون ارسطو ' افرودیسی 'اسکندرافرودیسی ' فلوطرخس ' اقلیدس ' البسقلاوس ' تیودوسیوس اور اہرون الاسکندری کی تالیفات کا عربی میں ترجمہ کیا اور بہت سے ترجموں کی اصلاح کی۔(۲۰۴) ماہر مترجم ہونے کے علاوہ وہ طبیب ' فلسفی ' ماہر فلکیات اور ریاضی دان بھی تھا ۔ اس نے ترجموں کے علاوہ طبع زاد کتابیں بھی تالیف کیں ۔ ابن ابی اصیبعہ نے اس کی ترسیٹھ تالیفات و تراجم کی فہرست دی ہے ۔(۲۰۵)

ان نامور مترجمین کے علاوہ حجاج بن یوسف کوفی ' ابوحسان ' سهل بن ہارون ' یحیی بن عدی ' محمد بن موسی خوارزمی ' حسن بن شاکر ' احمد بن شاکر ' محمد بن شاکر ' علی بن العباس جوہری ' یحی بن ابی منصور اس دور کے نامور مترجم تھے ۔

ترجمہ نگاری کی سرپرستی

عباسی عہد میں ابو جعفر المنصور کے عہد سے ہی سرکاری سرپرستی میں تراجم کا کام شروع ہو گیا جو ایک مدت تک بڑے اہتمام سے جاری رہا۔ مترجمین اور ترجمہ نگاری کے کام اور مترجمین کی سرپرستی بڑے اہتمام سے کرتے رہے ' لیکن یہ سرپرستی محض خلفاء تک محدود نہیں رہی بلکہ دوسرے اہل ثروت اور علم دوست افراد بھی اس علمی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ۔

چنانچہ مترجمین کے تذکرے کے بعد ابن ابی اصیبعہ نے باستشناء خلفاء ان لوگوں کے نام دیے ہیں جن کے لیے یونانی کتابوں کے تراجم کیے گے ۔ اس تذکرے کے لیے غالبا ابن ابی اصیبعہ کا ماخذ حنین بن اسحاق کا وہ رسالہ ہے جو اس نے علی بن یحیی کے نام لکھا تھا جس میں اس نے مترجمین کے نام ' ان کتابوں کے نام جو ترجمہ کی گئیں اور یہ کہ کس مترجم نے کون سی کتاب کا ترجمہ کیا اور ان لوگوں کے نام دیے ہیں جن کے لیے یونانی کتابوں کے ترجمے کیے گئے ۔حنین بن اسحاق نے بیس سے زائد افراد کے نام گنوائے ہیں جن کے لیے حنین یا اس کے شاگردوں نے سائنسی کتابوں کے ترجمے کیے ۔ یہ افراد دو عمومی طبقات میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں ۔ ایک طبقہ امراء ' روساء اور سیاسی اہمیت کے حامل اہل علم پر مشتمل ہے ۔ ان کی اکثریت مسلمان تھی ۔ دوسرا طبقہ مترجمین کے اساتذہ ' رفقاء اور احباب پر مشتمل ہے ۔ یہ بالعموم جندیشاپور یا بغداد کے نسطوری مسیحی اطباء تھے ۔ پہلے طبقہ کے لیے جو ترجمے کیے گئے وہ یونانی یا سریانی سے عربی میں کیے گئے اور دوسرے طبقہ کے لیے یونانی یا عربی سے سریانی میں۔(۲۰۶) مسیحی سرپرست بالعموم حنین یا اس کے شاگردوں کے دوست تھے ان میں صرف دو آدمیوں کا استشناء ہے ایک ثادرس الاسقف جو الکرخ کا بشپ تھا اور سرجیس رأس العینی کا معاصر تھا اور دوسرے الیسع ۔ ان دونوں کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل نہیں ہو سکیں البتہ الیسع کو ابن ابی اصیبعہ نے محمد بن عبد الملک الزیات وزیر المعتصم(م ۲۳۳ھ / ۸۴۸ء کا معاصر بتایاہے(۲۰۷) لیکن یہ بیان درست نہیں حنین بن اسحاق لکھتا ہے کہ سرجیس رأس العینی نے الیسع کے لیے بھی یونانی کتب جالینوس کا سریانی میں ترجمہ کیا ۔(۲۰۸)

شیر شوع بن قطرب جندیشاپور کا طبیب تھا اور یونانی کتب کے سریانی تراجم کے لیے بہت مال و دولت خرچ کرتا۔اس نے بہت سی کتابیں جمع کر لی تھیں۔(۲۰۹)

محمد بن موسیٰ المنجم

موسی بن شاکر کے تینوں بیٹے محمد ' احمد اور حسن ریاضی ' طب ' حیل اور فلسفہ کے عالم تھے ۔ انہوں نے یونانی مخطوطات کے جمع و تراجم کے لیے بہت دولت خرچ کی ۔ ابو جعفر محمد بن موسی کے لیے حنین اور حبیش نے جالینوس کی تقریبا پچاس اہم تالیفات عربی میں ترجمہ کیں اور دوسرے بھائی ابو الحسن احمد بن موسی نے تقریبا بیس کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا ۔[۲۱۰] بنو موسی شاکر کی توجہ کے نتیجہ میں جالینوس کی متعدد کتب عربی زبان میں محفوظ ہیں ۔

علی بن یحییٰ ابن المنجم

علی بن یحیی ابن المنجم (م ۲۷۵ھ/ ۸۸۸ء) نے طب کی کئی کتابیں ترجمہ کرائیں ۔ اس کا باپ یحیي تو مسلم ماہر فلکیات تھا اور المامون کے دربار سے منسلک تھا ۔[۲۱۱] علی بن یحیی خلیفہ التوکل کا دوست اور اس کا کاتب (سکرٹری) تھا ۔[۲۱۲] ابن ابی اصیبعه نے غلطی سے اسے المامون کا کاتب لکھا ہے ۔[۲۱۳] حنین لکھتا ہے کہ اس نے اور اس کے بیٹے اسحاق اور بھانجے حبیش نے علي بن یحیی کے لیے دس کتابوں کا ترجمہ کیا ۔[۲۱۴] ابن القفطي سے معلوم ہوتا ہے کہ ثابت بن قرہ اور اصطفن بن بسیل نے بھی اس کے لیے متعدد کتابوں کے ترجمے کیے ۔[۲۱۵]

جن دیگر افراد کا ابن ابی اصیبعه نے مترجمین کے سرپرستوں کی فہرست میں ذکر کیا ہے ان میں محمد بن موسی بن عبدالملک ' عیسی بن یونس الکاتب ' علی الفیوم ' احمد بن محمد الکاتب المعروف بابن المدبر (م ۲۷۰ھ/ ۸۸۳ء) ابراہیم بن محمد بن موسی الکاتب '

عبد اللہ بن اسحاق اور محمد بن عبد الملک الزیات (م ۲۳۳ھ/ ۸۴۸ء) شامل ہیں ۔ ان میں الزیات عباسی خلیفہ المعتصم کا وزیر تھا ' ہر مہینے دو ہزار دینار (چارہزارڈالر) مترجمین پر خرچ کرتا تھا۔[۲۱۶] حنین بن اسحاق نے آٹھ مترجمین کے نام گنوائے ہیں جو اس سے وابستہ تھے ۔ حنین لکھتا ہے کہ میں نے کتاب فی تشریح آلات الصوت کا دوبار ترجمہ کیا پہلی بار اس وقت کیا جب میری عمر صرف بیس برس تھی (یعنی ۲۲۱ھ/ ۸۳۶ء میں) محمد بن عبدالملک الوزیر نے اسے لفظی ترجمہ قرار دیتے ہوئے بہت سی تبدیلیاں کیں البتہ ایک دوسرے علم نواز مسلمان محمد بن موسی نے اسے بہت پسند کیا ۔[۲۱۷]

اس جائزے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عباسی عہد میں مسلمان امراء ' روساء اور اعیان دولت نے قدیم سائنسی اور فلسفیانہ کتب کے حصول اور تراجم کے لیے بے دریغ دولت خرچ کی اور تقریباً تمام قدیم معلوم ذخیرہ کتب کا عربی میں ترجمہ کرایا جس سے عالم اسلام کے سائنس دان اور مفکرین ماضی کی علمی کاوشوں سے آگاہ ہوگئے اور ان کے لیے ان کی صداقت جانتا ' پرکھنا اور علمی تحقیق کو وسعت دینا آسان ہو گیا ۔ چنانچہ یہ علمی ذخیرہ جب مسلمانوں نے دوبارہ یورپ کو منتقل کیا تو اس میں ہزاروں گنا اضافہ ہو چکا تھا ۔

تراجم کی کثرت اور ان کا معیار

اسلامی فتوحات کے بعد جب مسلمان یونان و روما کے علمی خزانوں سے متعارف ہوئے تو ان کا فطری شوق موجزن ہوا اور انہوں نے کتابوں کے تراجم کرانے شروع کیے ۔ خلفاء اور وزراء سلطنت کی فیاضیوں کے باعث ترجموں کے کام نے بہت ترقی کی اور یہ کہنا بے جا نہیں کہ سائنس اور علوم طبعیہ کی تمام شاخوں پر موجود تمام یونانی ' سریانی ' ہندی اور فارسی ذخیرہ عربی میں منتقل کر لیا گیا تھا '

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تراجم کا معیار کیا تھا :

صاحب کشف الظنون نے تراجم کی کثرت اور ان کے معیار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے :

" چونکہ مامون کتاب کے ہم وزن سونا تول کر دیتا تھا اور مترجمین کو بیش قرار مشاہرہ کے علاوہ صلہ و انعامات سے مالا مال کر دیتا لیکن ترجموں کا مقصد زر طلبی کے سوا کچھ نہ تھا نتیجۃ ترجموں کی تعداد تو بڑھ گئی لیکن بہترین کتابوں کے بہت کم ترجمے کیے گئے نیز جن کتابوں کے ترجمے کیے گئے۔ ان کے اصلی معنی قائم نہیں رہے بلکہ ان میں نہایت کثرت سے تحریفات واقع ہوئیں اور ان تحریفات کے ساتھ جو ترجمے کیے گئے۔ وہ مبہم غیر مفہوم اور ایک دوسرے سے مختلف بھی تھے "۔(۲۱۸)

اس پر علامہ شبلی نے المامون کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

"میں اس موقعہ پر صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ صاحب کشف الظنون کو تاریخ الحکماء و طبقات الاطباء لابن ابی اصیبعہ غور سے پڑھنا چاہیے تھا، میں کئی سو تصنیفات کے ترجموں کا نشان دے سکتا ہوں۔(۲۱۹)

لیکن اس وضاحت کے باوجود صاحب کشف الظنون کا اعتراض اپنی جگہ قائم ہے کیونکہ سوال ترجموں کی کثرت کا نہیں بلکہ ان کی نوعیت اور صحت کا ہے۔ اس لیے ترجموں کی یہ کثرت ہی ان کی نوعیت اور صحت کو مشتبہ کر دیتی ہے۔

لیکن یہ تمام بحث چنداں اہم نہیں ہے اس لیے کہ مسلمانوں کا اصلی کارنامہ یونانی علوم کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کا اصلی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ان علوم کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر رکھی۔ یونانی علوم و فنون پر تنقیدی نگاہ ڈالی اور خود بہت کچھ ایجادات و اختراعات کیں۔

ان کے اصول و قواعد پر اعتراضات کیے اور ان کی رد میں کتابیں لکھیں اور " خذ ما صفادع ما کدر" پر عمل کیا۔

عربوں کے علمی تحقیق کے طریقے

عربوں نے تحصیل علوم میں جو مستعدی ظاہر کی وہ فی الواقع حیرت انگیز ہے[۲۲۰] اس امر کی نہ کوئی مثال پہلے موجود تھی نہ اب تک ہے کہ کسی وسیع سلطنت کے طول و عرض میں حکمران طبقے اتنے بڑے پیمانے پر حصول علم کی مجنونانہ خواہش سے سرشار ہو گئے ہوں۔ خلفاء و امرا اپنے محلوں سے اٹھ کر کتب خانوں اور رصد گاہوں میں جا گھستے تھے وہ اپنے امور سلطنت سے عام طور پر غفلت برتتے تھے اور نظم و نسق خاطر خواہ نہ ہوتا تھا لیکن اہل علم کے خطبات سننے اور ان سے مسائل ریاضی کے متعلق مذاکرات کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرتے۔ مسودات و مخطوطات اور نباتاتی نمونوں سے لدے ہوئے کارواں بخارا سے دجلہ تک اور مصر سے اندلس تک رواں دواں رہتے تھے۔ صرف کتابوں اور معلموں کے حصول کی خاطر قسطنطنیہ اور ہندوستان کو خاص سفیر بھیجے جاتے تھے۔ کسی سلطنت سے تاوان جنگ وصول کرنے کے سلسلے میں یونانی مصنفین یا کسی ممتاز ریاضی دان کی تصنیف حاصل کرنے کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ ہر مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ملحق ہوتا تھا۔ وزرائے سلطنت کتب خانوں کے قیام' مدارس کے لیے اوقاف کے انتظام اور غریب طلبہ کے لیے وظائف کے اہتمام میں اپنے آقاؤں سے بھی آگے بڑھ جانا چاہتے تھے۔ اہل علم کو بلاامتیاز نسل و مذاہب دوسرے سب لوگوں پر فوقیت دی جاتی تھی۔[۲۲۱]

آج کے دور میں یہ امر مسلم ہے کہ تجربہ اور مشاہدہ کو عمدہ سے عمدہ کتاب پر ترجیح ہے۔ کتابوں کی افادیت اپنی جگہ ناقابل انکار ہے لیکن ان سے وہ علم حاصل نہیں ہوتا جو تجربہ اور مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ کسی شخص کا دماغ دوسروں کے علوم و فنون سے بھرا ہوا ہو مگر اس میں خود تحقیق و اختراع کا مادہ نہ ہو اور وہ شاگردی کی حالت سے استادی کی حالت کو پہنچ ہی نہ سکے۔ تجربہ اور مشاہدہ کو اقوال اساتذہ کے مقابل میں تحقیقات علمی کے اصول قرار دینا عموماً بیکن کی طرف

منسوب کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے موجد عرب تھے۔[۲۲۲]

عربوں کو ایران و شام سے جو یونانی علوم کا ذخیرہ ملا انہوں نے صرف اس کے ترجمہ پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ ان پر تنقید بھی کی۔[۲۲۳] عرب محققین نظریے کو چنداں اہمیت نہیں دیتے بلکہ ٹھوس حقائق کی جمع آوری میں مصروف رہتے تھے۔[۲۲۴]

یونانی اگرچہ اپنے علوم کو مرتب کرتے تھے، عمومیت دیتے تھے، نظریات قائم کرتے تھے لیکن صابرانہ تحقیق و تفتیش، مثبت علم کی فراہمی، سائنس کی باریک بینی، مفصل و طویل مشاہدات اور تجربی تجسس یہ سب لوازم علمی یونانی مزاج سے قطعاً بعید تھے ...... ہم جس چیز کو سائنس کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ ان امور کا نتیجہ ہے کہ تحقیق کی نئی روح پیدا ہو گئی، تفتیش کے نئے طریقے معلوم کیے گئے۔ تجربے، مشاہدے اور پیمائش کے اسلوب اختیار کیے گئے۔ ریاضیات کو ترقی دی گئی اور یہ سب کچھ ایسی شکل میں نمایاں ہوا۔ جس سے یونانی بالکل بے خبر تھے دنیائے یورپ میں اس روح کو اور ان اسالیب کو رائج کرنے کا سہرا عربوں کے سر ہے۔[۲۲۵]

ہامبولڈ لکھتا ہے:

علمی ترقی کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان خود اور اپنے ارادہ سے یعنی بذریعہ تجربہ حوادث طبعیہ کو پیدا کر سکے اور عربوں نے یہ درجہ جس سے متقدمین بالکل ناواقف تھے حاصل کر لیا تھا۔[۲۲۶]

موسیو سیدیو لکھتے ہیں:

"دارالعلوم بغداد کی تعلیم میں بہت بڑی بات یہ تھی کہ اس کی طرز استدلال بالکل علمی اصول پر مبنی تھی یعنی معلوم کے ذریعہ سے نامعلوم کو دریافت کرنا، حوادث کا درست مشاہدہ کر کے ان معلومات کے ذریعہ سے علل نکالنا، انہی قضایا کو ماننا جو تجربہ سے ثابت ہو چکے ہوں۔ یہ ان اساتذہ کے اصول تحقیق تھے۔ نویں صدی عیسوی کے عربوں کو یہ پر نتائج طریقہ تحقیق معلوم تھا جو سالہائے دراز کے بعد

ہمارے حال کے محققین کے ہاتھوں بڑی بڑی انکشافات اور ایجادوں کا آلہ بن گیا"(۲۲۷)

موسیو ڈیلامبر اپنی تاریخ ہیئت میں لکھتے ہیں :

" اگر یونانیوں میں بمشکل دو یا تین اجرام سماوی کے مشاہدہ کرنے والے تھے تو عربوں میں برخلاف اس کے بکثرت ایسے لوگ موجود تھے ۔ یونانیوں میں علم کیمیا کا تجربہ کرنے والا کوئی نہ تھا برخلاف اس کے عربوں میں سینکڑوں موجود تھے "(۲۲۸)

بریفالٹ کے مطابق :

" بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ دمشق ' بغداد اور قاہرہ کی رصد گاہوں میں بارہ بارہ سال سے بھی زیادہ مدت تک فلکیاتی مشاہدے جاری رہتے ۔(۲۲۹) عربوں کے علم ہیئت نے کوئی کوپرنیکس اور نیوٹن پیدا نہیں کیا لیکن انہوں نے جو کچھ کیا اس کے بغیر کوپرنیکس اور نیوٹن پیدا ہو ہی نہ سکتے تھے ۔" (۲۳۰)

الغرض عربوں نے یونانی علوم کو ایک شاگرد اور مقلد کی حیثیت سے نہیں پڑھا بلکہ انہوں نے یونانیوں سے جتنے علوم بھی حاصل کیے انہیں دلائل کی کسوٹی پر پرکھا، مشاہدے کی سان پر چڑھایا اور تجربے کی بھٹی سے گزارا نتیجۃً عربوں نے یونان سے جو علمی ذخیرہ لیا تھا اسے بالکل بدل کر آنے والی نسلوں تک پہنچایا اور طب، کیمیا ، جغرافیہ ، ریاضی ، فلکیات اور حیاتیات غرضیکہ سائنس کے تمام شعبوں میں یونانیوں کی تنقید ، تردید اور تصحیح کرتے ہوئے تخلیقی کارنامے انجام دیے جن پر ہم سلسلہ وار گفتگو کریں گے ۔

حواشی و تعلیقات

(۱) رسول اکرم ﷺ پر پہلی وحی میں نازل ہونے والی سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات کا تعلق نوشت و خواند اور تحقیق سے ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام نے اولیں اہمیت علم و تحقیق کو دی ہے اور اپنی تمام تر تعلیمات کی بنیاد علم و دانش پر رکھی۔

(۲) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، کتاب العلم، حدیث نمبر

(۳) القرآن، الروم ۳۰:۴۱

(۴) اسلام اور سائنس کے باہمی تعلق کے لیے دیکھیے: محمد طفیل ہاشمی، مسلمانوں کے سائنسی کارنامے، اندلس میں، اسلام آباد ۱۹۸۸، ۲۷۔۴۶

(۵) حکمت نجیب عبد الرحمٰن، دراسات فی تاریخ العلوم عند العرب، موصل ۱۹۷۷ء، ۲۰۔۲۲

(۶) حران، نصیبین اور دنیسر کے درمیان ایک بڑا شہر تھا، یاقوت الحموی، معجم البلدان، بیروت، ۳ : ۱۴

(۷) Meyerhof,Max,ISIS,Washington 1926,8:703

(۸) براؤن، طب العرب (اردو ترجمہ از نیر واسطی) لاہور ۱۹۶۹، ۴۷

(۹) ابن ابی اصیبعہ، عیون الانباء فی طبقات الاطباء، بیروت ۱۹۶۵، ۱۵۹

(۱۰) الدومیلی، العلم عند العرب (عربی ترجمہ، عبد الحلیم بخار و محمد یوسف موسیٰ) قاہرہ ۱۹۶۲، ۱۶۲

(۱۱) ISIS,8 : 703

(۱۲) اصیبعہ، ۲۸۱

(۱۳) القفطی، علی بن یوسف، اخبار العلماء باخبار الحکماء لیپزگ ۱۹۰۳، ۳۵۴؛ الندیم، محمد بن اسحاق، کتاب الفہرست، طہران ۱۹۷۱، ۳۵۶

(۱۴) براؤن، ۱۷؛ ڈریپر، معرکۂ مذہب و سائنس (ترجمہ از ظفر علی خان) لاہور ۱۹۴۷، ۲۶

(۱۵) اصیبعہ، ۱۵۳۔۴ : ان میں سے نو کتابیں ۱۸۹۷۔۱۹۰۹ء میں برلن اور لائپزگ سے شائع ہوئیں۔

Dictionary of Scientific Biography, Newyork 1970-6: 138-9

(۱۶) الفہرست ، ۳۰۳۔۴

(۱۷) ابن خلدون نے مقدمہ (ص ۱۳۰۸) میں یہ بحث اٹھائی ہے کہ خالد بن یزید اموی کی طرف ان کتابوں کا انتساب درست نہیں کیوں کہ اسلام کی پہلی صدی میں جب کہ عرب ہنوز بدویت سے نہیں نکلے تھے ان سے ایسی خالص سائنسی کتب کے تراجم و تصانیف بعید از قیاس ہیں۔ان کتابوں کا مصنف کوئی دوسرا شخص ہے جو خالد بن یزید کا ہم نام ہے۔ غالبا ابن خلدون کا اشارہ اندلس کے طبیب خالد بن یزید بن رومان (اصیبعہ ۴۸۶) کی طرف ہے لیکن ابن الندیم (م ۳۸۰ھ / ۹۹۱ء) کی روایت جو کہ ابن خلدون (م ۸۰۹ھ ۱۴۰۰ء) سے چار صدیاں پہلے ہو گزرا ہے زیادہ قابل اعتماد ہے۔ الفہرست، ۳۰۳۔۴، ۴۱۹۔ نیز جاحظ (م ۲۵۵ھ / ۸۶۹ء) البیان والبتیین ، ۱: ۳۱۴؛ الاصبہانی (م ۳۸۶ھ / ۹۷۶ء) الاغانی ، ۱۶: ۸۸؛ صاعد (م ۴۶۲ھ / ۱۰۷۰) ۷۵؛ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ / ۱۲۸۲ء) ۲: ۲۲۴۔۶؛ ابن الطقطقی (م ۷۰۹ھ / ۱۳۰۹ء) الفخری، ۸۷۔۸ اور حاجی خلیفہ (م ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۸ء): ۱۵۳۱ کی بھی یہی رائے ہے۔ ڈی سلان (مقدمہ ۳: ۲۲۷) نے بھی ابن خلدون کی رائے سے اتفاق نہیں کیا۔

(۱۸) مخطوطات کوپریلی ۹۲۴ اور مکتبہ جار اللہ ۱۶۴۱ پر موجود ہے۔
Brockelman, G.A.L.I: ۶۷

(۱۹) مخطوط رام پور ۱ :۶۸۶ پر موجود ہے۔

(۲۰) مخطوط مکتبہ بیروت ۲۵۵ پر محفوظ ہے۔

(۲۱) مخطوط مکتبہ شہید علی میں ہے

(۲۲) مخطوط مکتبہ الفاتح ۳۲۲۷ پر ہے

(۲۳) مخطوط استانبول ، لاللی ۱۶۱۳ پر موجود ہے

(۲۴) Sarton, Introduction to the History of Science, Washington 1950, 1:495.

(۲۵) الفہرست ، ۳۰۳

(۲۶) الفہرست ، ۳۵۵ ؛ القفطی ، ۳۲۴ ؛ العبری تاریخ مختصر الدول ' بیروت ۱۹۵۸ ، ۱۹۲

(۲۷) Watt, Montgomery,Islamic Surveys, Edinburgh 1964,1:41

(۲۸) سارٹن (ا، ۵۵۸) ، حتی (ہسٹری آف دی عربز ' ۳۱۰) اور کریتم (ایسٹرن سائنس'۶۱) وغیرہ نے بیت الحکمت کے قیام کوالماموں کا کارنامہ بتایا ہے۔لیکن قدیم مآخذ مثلاالفہرست اور ابن القفطی (۲۵۵) نے تصریح کی ہے کہ بیت الحکمة یا خزانة الحکمة کا قیام ہارون کے عہد میں عمل میں آیا۔

(۲۹) تفصیلات کے لیے دیکھیے : مسلمانوں کے سائنسی کارنامے ، ۶۶۔۹۱

(۳۰) شبلی نعمانی 'المامون، اعظم گڑھ ۱۹۲۶' ۱۶۸

(۳۱) محمد لطفی جمعہ ' تاریخ فلاسفہ اسلام، کراچی ۱۹۵۳، مقدمہ

(۳۲) Hitti, 309.;Browne, 29

(۳۳) اسماعیل مظہر ' تاریخ الفکر العربی، القاہرہ ۱۹۲۸، ۱۹۹

(۳۴) الفہرست ؛ ۳۷۴ ؛ القفطی ' ۱۲۷

(۳۵) ایضاً

(۳۶) عمر فروخ ' تاریخ الفکر العربی ' بیروت ۱۹۶۲' ۱۹۶۔۱۹۷

(۳۷) اصیبعه ' ۲۷۱

(۳۸) ڈی بوئر' تاریخ فلسفہ 'اسلام ' (مترجم ' عابد حسین) حیدرآباد دکن ۱۹۲۹ ' ۴۱

(۳۹) اصیبعه ' ۲۰۳

(۴۰) القفطی ' ۳۸۰ ؛ اصیبعه ' ۲۴۶ ' العمری ' ۲۳۹

(۴۱) القفطی ' ۲۷

(۴۲) اصیبعه ' ۲۷۳۔۴

(۴۳) ایضاً

(۴۴) Sarton, I : 562

(۴۵) کوپن ہیگن سے ۱۸۹۳ میں شائع ہوا۔

(۴۶) مخطوط : لیڈن ' ۱۰۴۴

(۴۷) الفہرست (۳۰۴) نے زروبابن باجوہ الناعمی درج کیا ہے ۔

(۴۸) اس نے ابلونیوس کی کتاب المخروطات کے پہلے چار مقالے احمد بن موسیٰ بن شاکر کے لیے ترجمہ کیے۔ الفہرست ' ۳۲۶

(۴۹) الفہرست (۳۰۴) : ابو نصر بن اوی بن ایوب

(۵۰) اس نے ارسطو کی تالیف الکلام علی السماع الطبعی، کی شرح فرفوریوس کے چارمقالات کاترجمہ کیا۔ الفہرست ' ۳۱۱

(۵۱) Sarotn,I : 537

(۵۲) اصیبعه ' ۲۸۲

(۵۳) Sarton, I: 537.

(۵۴) الفہرست ' ۳۰۷ ' ۳۱۲ ' ۳۴۹. ISIS, 8 : 705.

(۵۵) اصیبعه ' ۲۸۲

(۵۶) یہ کتاب ارسطو کے متعدد مقالات پر مشتمل ہے جو مجموعی اور جزوی دونوں صورتوں میں عربی ' لاطینی ، قسطیلوی اور دورحاضر کی کئی جدید زبانوں میں متعددبار شائع ہوئی۔ Sarotn, I: 556. : G.A.L 1: 203

(۵۷) عبرانی مخطوطہ : وٹیگن ، ۳۷۸

(۵۸) مخطوطہ : اوپسالا ' ۲ ' ۲۰۳

(۵۹) مخطوطه : پیرس ا ' ۲۹۴۲ : ۴

(۶۰) اصیبعه ' ۲۸۰ ' ۲۸۱

(۶۱) ISIS,8 : 705.

(۶۲) اصیبعه ' ۲۴۱

(۶۳) ISIS,8 : 706.

(۶۴) اصیبعه ' ۲۸۰

(۶۵) اصیبعه ' ۲۸۰

(۶۶) ISIS,8: 704.

(۶۷) الفہرست ' ۳۰۵ ' ۳۱۲ ' ۳۴۹

(۶۸) ISIS, 8 : 704.

(۶۹) ایضاً

(۷۰) اصیبعه ' ۲۸۰

(۷۱) الفہرست ' ۳۰۵

(۷۲) مخطوطہ : آیا صوفیا ۳۵۹۰

(۷۳) ISIS, 8 : 705.

(۷۴) ISIS, 8 : 705.

(۷۵) الاعلام ' ۹ : ۲۷۸ ؛ کحالہ ' ۱۳ : ۲۵۸

(۷۶) ایضاً ؛ دوسری کتاب کا نام ابن ابی اصیبعہ نے نہیں لکھا ۔

(۷۷) اصیبعہ ' ۲۷۸ ' ۲۸۱

(۷۸) ISIS, 8 : 704-50.

(۷۹) القفطی ' ۳۹۲ اصیبعہ ' ۲۷۸

(۸۰) یہ کتاب ضائع ہو گئی Sarton, 1:600

(۸۱) القفطی ' ۴۰۹

(۸۲) مخطوطہ : پیرس I ۸۸۲

(۸۳) مخطوطہ : طہران ' ۲/ ۹۳۴ :۹

(۸۴) مخطوطہ : آیا صوفیا ' ۳۵۶۳ ؛ اسکوریال II ' ۷۹۹ : ۱۱ : ۲ ' ۹ ' ۱۰

(۸۵) اصیبعہ ' ۲۸۱

(۸۶) اصیبعہ ' ۲۰۷

(۸۷) اصیبعہ، ۲۶۳، دیگر مراجع نے سن وفات ۲۶۰ھ/۸۷۳ء دیا ہے ۔

(۸۸) یوحنا بن ماسویہ نے حنین کے مشکل علمی سوالات سے پریشان ہو کر اسے یہ کہتے ہوئے مجلس درس سے اٹھا دیا کہ " تم حیرہ والوں کو طب سے کیا نسبت ، جاؤ اور بازار میں کوڑیاں فروخت کرو " حنین آبدیدہ ہو کر مجلس سے اٹھ گیا ۔ القفطی، ۱۸۴

(۸۹) القفطی ، ۱۸۵ ؛ اصیبعہ ، ۲۵۹

(۹۰) ص ۲۶۲ ؛ جلجل ، ۶۸۔۹

(۹۱) القفطی ' ۱۷۱؛ صاعد ' ۵۵؛ العبری ، ۲۵۰

(۹۲) العبری ' ۲۵۰ ؛ القفطی ، ۱۷۱

(۹۳) صاعد ' ۵۵

(۹۴) G.A.L. (S)1:159-60 ؛ الاعلام ' ۲ : ۳۶۳ ؛ کحالہ ۴ : ۱۱۲

(۹۵) <u>G.A.L</u> 1: 205-6 ؛ الاعلام ' ۲ : ۳۲۵ ؛ کحالہ ۴ : ۸۷

(۹۶) تتمه صوان الحکمة ' لاہور ۱۹۳۱ ' ۳

(۹۷) مقدمه کتاب العشر مقالات فی العین ' ۱۵

(۹۸) القفطی ' ۳۴۱ :

(۹۹) Hitti, 312.

(۱۰۰) اصیبعه ، ۱۴۶ ؛ مقدمة کتاب العشر مقالات فی العین ' ۱۷

(۱۰۱) الفهرست ' ۳۴۹ ؛ القفطی ' ۸۰ ' ۱۷۷ ' ۲۳۷ ' ۱۷۱

(۱۰۲) ISIS, 8: 685 -724. ' ؛ حنین نے جالینوس کی پچانوے تالیفات کا ترجمہ سریانی اور انتالیس کا عربی میں کیا

(۱۰۳) الفهرست ' ۳۴۸ ؛ Ibid.

(۱۰۴) E.I.3: 580

(۱۰۵) القفطی ' ۱۷۷ ؛ العبری ' ۲۵۲۔ ۳

(۱۰۶) الفهرست ' ۳۴۸ ؛ ملاحظہ ہو حنین کی تالیف " رسالة الی علی بن یحیی فی ذکر ما ترجم من کتب جالینوس بعلمه وبعض مالم یترجم جس میں حنین نے اپنے اسلوب ترجمہ پر بھی روشنی ڈالی ہے ۔ G. Bergstrasser نے لائپزگ سے ۱۹۲۵ میں شائع کیا ۔

(۱۰۷) دیکھیے ISIS, 8 : 685-724. ؛ Sarton,1: 611 ؛
مثلا جالینوس کی پانچ کتابوں کا دو دو بار ترجمہ کیا ۔

(۱۰۸) انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (3 580) کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ حنین نے بیت الحکمة کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ یوں لگتا ہے کہ یہ کام ذاتی بیادوں پر ہو رہا تھا۔ سارٹن (1: 611) کے بقول عباسی خلیفہ المتوکل کے ایک مدرسہ یا وقف میں ترجمہ نگاری کا یہ کام ہو رہا تھا لیکن ابن ابی اصیبعه (ص ' ۲٦۰) لکھتا ہے کہ میں نے حنین کی ترجمہ کی ہوئی کئی کتابیں دیکھیں جن پر خلیفہ المامون کی مہر تھی ۔

(۱۰۹) اصیبعه ' ۲۷۰۔۱

(۱۱۰) E.I. 3 : 579

(۱۱۱) ISIS,8: 690

(۱۱۲) ایضاً

(۱۱۳) ایضاً

(۱۱۴) ایضاً ' ص ۱۰۳۔۵

(۱۱۵) ایضاً ' ص ۵۹

(۱۱۶) Sarton, I: 611-2

(۱۱۷) Hitti, 363.

(۱۱۸) اصیبعہ ' ۲۷۱۔۲۷۴

(۱۱۹) ابتدائے عہد طباعت میں کئی بار طبع ہوئی ۔ نیز لاطینی ' عبرانی اور انگریزی میں اس کے ترجمے بھی ہوئے ۔ دیکھیے G.A.L 1:205-6.

(۱۲۰) Sarton, I:611-2

(۱۲۱) اس کا مخطوطہ برلن ' ۶۲۵۸ ' بوڈلین ۲/ ۳۳۳ : ۳ ؛ برٹش میوزیم I ' ۵۸۶ : ۲ ' ۲۵۵۷ ؛ فاتح ۳۶۲۲ ۔ ۳۶۲۳ ؛ آیا صوفیا ۳۳۲۴ پر ہے ۔ اس پر حبیش نے کچھ اضافات کیے تھے۔ ان اضافات کے ساتھ مخطوطات :گوتھا' ۱۹۳۳' ۲۰۲۳' ۲۰۲۸ ' ۲۰۳۶ : ۳ ؛ بوڈلین ۲/ ۱۹۵ : ۲ ؛ ٹوبنگن' ۷۴ : ۱ ؛ سرائے' ۲۱۳۱ ؛ سباط ۱۰۹۸ ۔ اس کی متعدد شروح بھی موجود ہیں ۔ تفصیلات کے لیے دیکھیں 205-6 (1G.A.L.S.I:366-9

(۱۲۲) سباط اور مایر ہوف نے قاہرہ سے ۱۹۳۸ میں شائع کی ۔

(۱۲۳) مایر ہوف نے قاہرہ سے ۱۹۲۸ میں شائع کی ۔

(۱۲۴) مخطوطات : اسکوریال II ' ۸۵۲ : ۳ ؛ آیاصوفیا ' ۳۵۵۵ ۔

(۱۲۵) بوڈلین میں عبرانی مخطوطہ (نمبر ۴۲۸) موجود ہے ۔

(۱۲۶) مخطوطہ : البندقیہ ، ۱/ ۳۵

(۱۲۷) مخطوطہ : بوڈلین ، ۲/ ۲۸۵ : ۷

(۱۲۸) مخطوطہ : بوڈلین ، ۲/ ۳۴۹ : ۵

(۱۲۹) مخطوطات : میونخ ' ۶۵۱ : ۲ ؛ برٹش میوزیم III ' ۶۸۱

(۱۳۰) مخطوطات : اسکوریال کے مخطوطہ سے محمد بن علی بن ابراہیم الانصاری نے ایک نسخہ تیار کیا جو میونخ ۶۵۱ : ۵ پر ہے۔اس کا عبرانی ترجمہ یہودا بن سلیمان الحریزی نے موسوی ہملوسوفیم کے عنوان سے کیا جو ۱۸۹۶ میں برلن سے شائع ہوا اور المانوی ترجمہ جو عبرانی سے کیا گیالیپزنگ سے ۱۸۷۵ میں شائع ہوا ۔

(۱۳۱) مخطوطہ : اسکندریہ ، حروف ۱۶

(۱۳۲) مخطوطہ : القاہرہ ۱ ' ۵ / ۳۱۴ : یہ امر تحقیق طلب ہے کہ یہ رسالہ اور مذکورۃالصدرمقتطفات من رسالة عن المذنبات(بوڈلین، ۲ / ۲۸۵ : ۷)ایک ہی تالیف ہے یا الگ الگ ہیں۔

(۱۳۳) Bergstraesser نے لائپزگ سے ۱۹۶۵ء میں شائع کیا۔

(۱۳۴) ابن ابی اصیبعہ نے (۱۴۸۔ ۱۴۹) مکمل نقل کر دیا ہے۔
مخطوطہ : آیا صوفیا ' ۳۵۹۰

(۱۳۵) مخطوطہ : پیرس اوّل ، ۲۷۷۵

(۱۳۶) مخطوطات : استانبول ' ۱۲۹۸ ؛ القاہرہ ' ۱۳۲۶

(۱۳۷) مخطوطہ سریانی میں :نور عثمانیہ ، ۳۵۰۵

(۱۳۸) مخطوطہ : آیا صوفیا ' ۳۷۰۳

(۱۳۹) ایضاً ، ۳۶۳۱

(۱۴۰) ایضاً ، ۳۵۹۰

(۱۴۱) مخطوطہ : رامپور ۱ ' ۴۷۳ : ۵۶

(۱۴۲) جلجل ، ۷۰ ، القفطی ، ۱۷۲

(۱۴۳) اصیبعہ ، ص ۲۶۴ ۔ ۷۱

(۱۴۴) الفہرست ' ۳۴۳ ' ۳۵۶

(۱۴۵) اصیبعہ ' ۲۷۴ ۔ ۵

(۱۴۶) الفہرست ' ۳۴۳ ' ۳۵۶

(۱۴۷) القفطی ' ۸۰ ؛ G.A.L.1 : 207

(۱۴۸) اصیبعہ ' ۲۷۵ ؛ E.I. 2 : 567.

(۱۴۹) ملاحظہ ہو محمد طفیل ہاشمی ' عیون الانباء فی طبقات الاطباء کا تنقیدی مطالعہ'(مقالہ ' پی ۔ایچ۔ڈی) ۱۹۸۴' عیون الانباء کے مآخذ و مصادر

(۱۵۰) انجیلا کو دازی (Angela Codazzi) نے ۱۹۲۹ میں Linchi سے شائع کی

(۱۵۱) الفہرست ' ۳۱۲

(۱۵۲) Mlle Claire Baudoux نے متعدد نصوص و تراجم کی مدد سے شائع کی ہے

(۱۵۳) مخطوطہ : لیڈن ۹۷۶۷

(۱۵۴) مخطوطات : رامپور اوّل ۴۱۲ ' طہران ۲/ ۳۰۰ ؛ پیرس ۱ ۲۴۸۷ ' اسکوریال 9151

(۱۵۵) Zenker نے ۱۸۴۶ میں Lipsie سے شائع کی ۔

(۱۵۶) مجلہ کلیة الآداب ' الجامعة المصریہ ج ۱۔۲ میں شائع ہوئی۔

(۱۵۷) E.I.2 : 567.

(۱۵۸) ایضاً

(۱۵۹) ابو نصر منصور بن علی نے ۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء میں اس کی شرح لکھی جسے Max Krause نے المانوی ترجمہ کے ساتھ برلن سے ۱۹۳۶ میں شائع کی ۔

(۱۶۰) E.I.2 : 567.

(۱۶۱) مخطوط : قولہ ۲/ ۲۸۷ ؛ G.A.L.1 : 207.

(۱۶۲) مخطوط : الجزائر اوّل ۱۴۴۶ : ۹ ؛ بوڈلین ۲/ ۵۹۹

(۱۶۳) مخطوط : لیڈن ۹۸۴

(۱۶۴) دیکھیے الفہرست' ۳۰۹۔۱۲ ؛ ۳۴۹۔۵۰

(۱۶۵) اس کا ایک ہاتھ مفلوج تھا اس لیے الاعسم مشہور ہوا :Sarton,1

(۱۶۶) کحالہ ' ۳ : ۱۸۹

(۱۶۷) اصیبعہ ' ۲۷۶

(۱۶۸) الفہرست' ۳۵۵ ؛ العبری ' ۲۵۲

(۱۶۹) ابن ابی اصیبعہ نے اس کی پانچ کتابوں کے نام گنوائے ہیں ۔الفہرست(۳۵۵)اور القفطی (۱۷۷) میں ایک اور کتاب کتاب الزیادة فی المسائل التی لحنین کا نام بھی ہے جو عیون الانباء میں مذکور نہیں ہے ۔

(۱۷۰) الفہرست ' ۳۰۴

(۱۷۱) القفطی '۱۷۷'

(۱۷۲) ص ۲۷۶ ' ۲۷۹

(۱۷۳) اس کے ترجموں کی فہرست جو دیگر مراجع کی مدد سے تیار کی گئی ہے دیکھیے : محمد طفیل ہاشمی ' عیون الانباء فی طبقات الاطباء کا تنقیدی مطالعہ ' ۱۷۹۔ ۱۸۹

(۱۷۴) القفطی ' G.A.L.I:233 ' G.A.L.S.I:417

(۱۷۵) الفہرست ' ۳۵۵ ؛ القفطی '؛ اصیبعہ ' ۲۷۷

(۱۷۶) مخطوطات : گوتھا ' ۶۷ : ۲؛ اسکوریال ا ' ۸۹ ؛ بوڈلین ا ' ۱۱۲ : ۳ ؛ پیرس ا ' ۱۰۳۷ : ۳۳

(۱۷۷) مخطوطہ : بیروت ۲۹۲

(۱۷۸) مخطوطہ : لائپزنگ اول ' ۷۷۰

(۱۷۹) الاب شیخو نے مجلة المشرق (۱۶ : ۲۹ ـ ۳۶ ' ۱۹۱۳ء) میں شائع کی ہے۔
مجلة المجمع العلمی العربی دمشق (۱۲ : ۶۳۴) میں اسے ابراہیم
بن حبیب الفزاری کی تصنیف بتایا گیا ہے اور یہ کہ دمشق میں الظاہریہ
کے مخطوطہ سے مصنف کا نام کھرچ کر اوپر عیسی بن علی لکھا گیا ہے۔

(۱۸۰) G.A.L. IS233,S.I:417

(۱۸۱) ابن الندیم اور ابن ابی اصیبعہ نے سرے سے کسی کتاب کا ذکر نہیں کیا۔
الفہرست (ص ۳۵۵) میں فراغ ہے وله من الکتب سوی ما نقل
.... جبکہ ابن القفطی (ص ۲۴۷) نے لکھا ہے کہ اس نے طب میں ایک کتاب
تصنیف کی ۔

(۱۸۲) ان دونوں کتابوں کے مخطوطے : آیا صوفیا ' ۳۶۳۲

(۱۸۳) مخطوطہ : آیا صوفیا ' ۳۶۳۱

(۱۸۴) ایضاً ، ۳۰۳۹

(۱۸۵) ایضاً ' ۳۰۳۱

(۱۸۶) مخطوطہ : پٹنہ ۲۵۱/۱ : ۲۱۸۹ :

(۱۸۷) القفطی ' ۱۷۱

(۱۸۸) اصیبعہ ۲۹۳' محمد طفیل ہاشمی ' مسلمانوں کے سائنسی کارنامے '
اندلس میں اسلام ،اسلام آباد ۱۹۸۸' ۱۱۰

(۱۸۹) الفہرست ' ۳۴۹ ـ ۵۰

(۱۹۰) القفطی ' ۱۷۱

(۱۹۱) الفہرست ' ۳۴۹ ؛ اصیبعہ ' ۲۸۱

(۱۹۲) اصیبعہ ' ۲۸۱

(۱۹۳) الفہرست ' ۳۳۱ ؛ القفطی ' ۱۱۵؛ خلکان ' ۱ : ۳۱۳ ؛ اصیبعہ ' ۲۹۷ ؛
G.A.L .I: 217-8

(۱۹۴) G.A.L. I: 217-8 ; Sarton, I: 599.

(۱۹۵) ایضاً

(۱۹۶) اصیبعه' ۲۹۸-۳۰۰ ؛ الفہرست' ۳۳۱ ؛ القطفی' ۱۱۵-۲۰ ؛ مخطوطات کے لیے دیکھیے : G.A.L I: 217-8 ؛ S.I : 384-6.

(۱۹۷) اصیبعه' ۳۰۴

(۱۹۸) G.A.L I: 218.

(۱۹۹) اصیبعه' ۲۸۶

(۲۰۰) القفطی' ۳۶۸

(۲۰۱) الفہرست' ۳۱۵-۲۰ ؛ القفطی' ۳۶۸-۶۷ ؛ اصیبعه' ۲۸۹-۹۳ ؛ 10- G.A.L. 209 ؛ G.A.L: 1: 372 - 4 ؛ مثلاً کتاب کیمیا العطرو التصعیدات کا مطبوعہ نسخہ (مطبع نا معلوم) ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد میں موجود ہے۔

(۲۰۲) تاریخ فلاسفہ اسلام' 10

(۲۰۳) الفہرست' ۲۷۳ ؛ القفطی' ۲۴۱-۲۴۲ ؛ کحالہ' ۷ : ۳۰۴

(۲۰۴) مخطوطات و مطبوعات کے لیے دیکھیے : G.A.L, I: 204-5 ؛ Sarton, I: 602.

(۲۰۵) اصیبعه' ۳۳۰-۱

(۲۰۶) رسالة حنین بن اسحاق الی بن یحیی لائپزگ ۱۹۲۵' ۲

(۲۰۷) اصیبعه' ۲۸۴

(۲۰۸) رسالہ حنین بن اسحاق' ۱۲

(۲۰۹) اصیبعه' ۲۸۴

(۲۱۰) ISIS,8 : 714-5

(۲۱۱) القفطی' ۳۶۵

(۲۱۲) ابن خلکان' ۳ : ۳۷۳-۴

(۲۱۳) اصیبعه' ۲۸۳

(۲۱۴) ISIS, 8: 714

(۲۱۵) القفطی' ۱۱۷' ۱۳۲

(۲۱۶) اصیبعه' ۲۸۴

(۲۱۷) الرسالۃ' ۴۰

(۲۱۸) حاجی خلیفہ' ۱ : ۴۴۹